کوثر سے تکاثر تک

اُستاد بزرگوار سید جواد نقوی حفظہ اللہ

اسلامک ایجوکیشن سینٹر کراچی
www.pairwan-e-wilayat.com

مشخصات کتاب

نام کتاب.....کوثر سے تکاثر تک

تالیف.....استادِ بزرگوار سید جواد نقوی

ناشر.....اسلامک ایجوکیشن سینٹر کراچی

اشاعت.....فروری 2016 (بمناسبت جمادی الاول1437)

تعداد.....5000

کتاب حاصل کرنے کے لیے

محمد علی بُک ڈپو

زہرا گارڈن، شاپ نمبر2، بریٹو روڈ، نزد محفل شاہِ خراسان، بالمقابل فاطمیہ کالج،

سولجر بازار نمبر۳، کراچی فون:021-32242991,0300-2985928

نمائندگان سے رابطہ کیلئے

کراچی 0300-2796804 ، 0333-2318115

اسلام آباد 0333-5100780

لاہور 0312-4172789

بہاولپور 0345-7057775

ٹھٹھہ 0300-3002900

انتساب

ادارہ اس کتاب کو

نفس زکیہ شہید شیخ نمر باقر النمر

کے نام منسوب کرتا ھے

جنھوں نے احیائے نظامِ ولایت

کی خاطر اپنے مولا و آقا

امام حسینؑ کے نقش قدم پر چلتے ھوئے

اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا.

فہرست

عرض ناشر	٧
کوثر اور کثیر میں فرق	١١
لفظ خیر، شر اور وبال کی تعریف	١٢
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا منبعِ خیر	١٤
خواتین کی منبعِ خیر کے ساتھ مناسبت	١٥
خیر کا آبائی معنی	١٦
آج کی امتّ کا درد	١٦
لھو ولعب کا نامناسب ورائج ترجمہ	١٨
لعب کا معنی ومفہوم	٢٠
لھو کا معنی ومفہوم	٢٠
لھو کی گھریلو مثال	٢١
تکاثر کا معنی ومفہوم	٢٣
ہدیہ خدا سے امّت کی دوری	٢٤
کوثر کی عظمت سے تکاثر کے دلدل تک	٢٥
آج کے دور کا اہم فریضہ	٢٦
مرد وخواتین کا تقلیدی لباس	٢٧
فاسد لباس کی ترویج کا طریقہ کار	٢٨

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا الٰہی اسوہ	۳۰
خواتین معاشرے کی اصلاح کی ضامن ہے	۳۱
شر کے سائے میں خیر ناممکن ہے	۳۱
شر کے مقابلے میں احتجاجِ فاطمی	۳۲
شر کا ہتھیار	۳۳
کوثر کا راستہ امّت کی نجات کا ذریعہ	۳۴
راہِ کوثر مہجوریت کا شکار	۳۵
تکاثر کی فضا میں راہِ کوثر کا انتخاب	۳۶
جنابِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا اقدام تکاثر کے مقابلے میں	۳۶
اکثریت تکاثر کے پیچھے	۳۷
جمہوریت، اکثریت کا نظام	۳۹
تمام اسلامی سلطنت ہی فدک ہے	۴۰
فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی فریاد	۴۱
فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا مطالبہ	۴۲
خواتین اور گوشہ نشینی	۴۳
کوثر کا غلبہ نظامِ تکاثر پر	۴۴
لبیک یا زہراء سلام اللہ علیہا کا مفہوم	۴۵
فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی سادگی	۴۶

حجرہِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا	۴۷
فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ناراضگی	۴۸
فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی وصیت	۴۹
آلِ سعود کے مظالم	۵۰
لشکرِ تکاثر کے مقابل نسلِ کوثر	۵۱
محافظِ راہِ کوثر	۵۳
تکاثر کی ہوس کا نتیجہ	۵۴
تکاثر کی راہ پر عزاداری کے آنسو	۵۴
فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا انصار کی خواتین کو خطبہ	۵۶
آرزوئے زہراء سلام اللہ علیہا	۵۷
معروضی سوالات	۵۹
جواب نامہ	۶۸

عرض ناشر

قرآن میں حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے منسوب ایک مکمل سورہ بنام سورہ کوثر موجود ہے جس میں خداوند متعال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے کوثر خدا کی حکمتوں، برکتوں اور علوم کا خزانہ ہے اور خدا کا ارشاد ہے کہ ہم نے اپنی حکمت کی ایک جھلک بھی کسی کو عطا کی ہے تو اسے خیر کثیر دیا ہے۔

ہم آئمہ اطہار علیہم السلام کے بارے میں عقیدت تو رکھتے ہیں لیکن ایک چیز جو ہماری عقیدتوں کے پیچھے چھپی ہوئی ہے وہ معصومین علیہم السلام کی حقیقت ہے جو خدا نے پنہاں رکھی ہوئی ہے۔ درحقیقت حضرت زہرہ سلام اللہ علیہا کی ہستی خداوند تبارک تعالیٰ کی طرف سے تمام بشریت کے لیے حامل امانت ہے، آئمہ علیہم السلام سے مروی دعاؤں میں آپ کو 'سر مستودع' یعنی راز پنہاں کہا گیا ہے۔ امام خمینیؒ آپ سے متعلق اپنے عجز کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ

'' میں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے مقام وعظمت کو درک کرنے سے عاجز ہوں''۔

علامہ اقبالؒ جناب سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''اللہ کا دین اور فرمانِ مصطفیٰ ﷺ مجھے روک رہا ہے ورنہ اقبالؒ کا ایک ہی کام ہوتا کہ ساری زندگی سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر کا طواف کرتا رہتا اور اسی طرح اپنی جان دے دیتا''۔

اگر چہ دینی منابع جناب سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کے مقام و رتبہ کو واضح و روشن کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ امّتِ محمدی ﷺ کی لئے حضرتِ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شخصیت آج بھی ناشناختہ ہے۔جس طرح عاشورہ و کربلا کے زندہ ہونے سے اسلام زندہ ہوگا اور دین کے زندہ ہونے سے بشریت زندہ ہوگی اسی طرح سیرت فاطمیہ زندہ ہونے سے دین زندہ ہوگا اور دین کے زندہ ہونے سے دیندار بھی زندہ ہوگا۔کسی اور سرزمین پر فکرِ فاطمیہ زندہ ہونے کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن سر زمینِ پاکستان میں ایام فاطمیہ، سیرت فاطمیہ، راہ فاطمی، قیام فاطمی و انقلاب فاطمی کے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی مقصد کے حصول کے لیے آج سرزمینِ خداداد پاکستان پر امام خمینیؒ کے سچے عاشق و پیرو استاد محترم سید جواد نقوی حفظہ اللہ اس ملت کو مشربِ ناب و اسلامِ ناب کا جام پلا رہے ہیں۔دین اسلام کی مکتبی و آئیڈیالوجیکل شناخت کروا رہے ہیں۔ملت کا دین سے متعلق زاویہ نگاہ درست کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔عقیدتی رسومات کو حقیقت میں تبدیل کرنے کی کوشش و سعی کر رہے ہیں۔ قرآن کو کتاب ہدایت و عملی منشور کے طور پر شناخت کروا رہے ہیں۔اسلامی احکام کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کی شناخت کروا کر اسے عملی طور پر نافذ کرنے کی

کوشش کر رہے ہیں۔

ادارہ آپ قارئین کی خدمت میں ایّام فاطمیہ کی مناسبت سے استاد محترم سید جواد نقوی حفظہ اللہ کا ایک خطاب بعنوان ''کوثر سے تکاثر تک'' کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے کتاب ہٰذا اسی فکرِ ناب کی ترجمانی ہے جس نے وہ آواز کانوں تک پہنچائی جو تاریخ کے سپرد کر دی گئی تھی وہ آواز اس حق کی آواز تھی جب پورا مدینہ خاموش و نظارہ گر تھا تب ایک شخصیت ولایت کی مبلّغہ بن کر میدان میں آئیں اور نظام ولایت کی طرف حرکت کی یعنی محافظہ ولایت، مبلّغہِ ولایت، کوثر الٰہی، اسوۃ صالحین و بانی تحریکِ ولایت جناب زہراءؑ میدان میں اتریں گواہی بھی دی اور با قاعدہ تحریک بھی چلائی، لوگوں کو متوجہ بھی کیا لیکن وہ ندا کسی نے بھی نہیں سنی، وہ صدا خاموش ہوگئی لیکن ایسے اقدامات کر کے گئیں کہ جس کے ذریعے سے یہ پیغام آج ہم تک بھی پہنچ چکا ہے۔

عطیہِ الٰہی پروردگار، منبع خیر کثیر، کوثر پاک و پاکیزہ نہ صرف چودہ سو سال پہلے کی امت کو شرف و عزت عطا کر گئیں بلکہ آج کی اس بدمست نسل اور تکاثر میں مبتلا قوم کے لیے بھی اسوہ عزت و باعثِ شرف و وقار بن گئیں۔ کوثر کی پیروی یعنی ہم خود بھی اس دلدل سے نکلیں اور باقی امتیوں کے لیے بھی راستہ ہموار کریں۔ کوثر کی اطاعت یعنی تکاثر سے کمال اور قربِ الٰہی تک کا سفر۔ کوثر کی اطاعت یعنی ولی برحق کے ظہور کے لیے کٹھن راستوں کو ہموار کرنا۔

استاد محترم اپنے اس خطاب میں امّت کو اسی نکتے کی طرف متوجہ کر رہے

ہیں کہ جب تک امّت تکاثر کے پیچھے ہے کوثری اسوہ کو نہیں اپنا سکتی اور نہ ہی اُس وقت تک پاکستان میں نظامِ ولایت وامامت نافذ ہوسکتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں قارئین کرام کتاب سے متعلق ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے ہمیں اپنی قیمتی آراء سے مستفید فرمائیں گے۔

ادارہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ،فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ، اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ

اے رسول! ہم نے آپؐ کو کوثر عطا کی ہے،صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا قرآنی نام ''کوثر'' ہے۔

کوثر اور کثیر میں فرق:

کوثر، کثرت سے ہے، یہ زیادہ کے معنی میں ہے لیکن کوثر اور کثیر میں فرق ہے۔خیرِ کثیر یعنی جہاں پر بہت زیادہ خیر ہو، اُس کے منبع و چشمہ کو کوثر کہتے ہیں، جہاں سے کثیر مقدار میں خیر پھوٹتی ہے اور وہ خیر جو پوری دنیا کے شاملِ حال ہو جائے اس منبع کو عربی زبان میں کوثر کہتے ہیں۔خداوندتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ہستی عطا فرمائی، یہ بیٹی عطا فرمائی اور ساتھ مبارکباد کے طور پر عنوان رکھا

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر (الکوثر: ۱)

اے رسول! ہم نے آپ کو خیر کا وہ منبع عطا کر دیا ہے جس کی خیر ختم ہونے والی نہیں ہے، اختتام ناپذیر ہے خداوندتعالیٰ نے آپ کو خیر کا منبع عطا کیا ہے۔خداوندتعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو خیر عطا کیا ہے، خیر ہم اپنی زبان

میں بہت استعمال کرتے ہیں، ،عربی میں بھی خیر کا لفظ ہے، قرآن مجید میں اور روایات میں خیر کا لفظ بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔اسی طرح ہم ہر زبان میں خیر کا لفظ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

خیر،شر اور وبال کی تعریف

ہم عام طور پر ہر اچھی چیز کو خیر کہہ دیتے ہیں اور ہر بھلائی کو بھی خیر ہی کہتے ہیں۔جبکہ قرآن کریم نے خیر اُن امور کیلئے ذکر کیا ہے کہ جن کی انسان کو سخت ضرورت ہے اور جن کی انسان کے اندر طلب بھی موجود ہے، وہ انسان کی بنیادی،فطری وخلقت کی ضرورت ہے جس کی انسان کو اشد ضرورت ہے اور اُس ضرورت کی انسان کے اندر طلب بھی موجود ہے،انسان کیلئے اس چیز کو خیر کہتے ہیں کہ یہ شئے خیر ہے لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو وہ خیر کے زمرے میں شمار نہیں ہوتی ،وہ اشیاء اور وہ نعمتیں جو ہمارے پاس موجود ہیں ، اگر ہماری ضرورت نہیں ہیں تو ہم اُن کو خیر نہیں کہہ سکتے چونکہ خیر وہ ہے جو انسان کی خلقت کی ضرورت ہو اور انسان کیلئے مطلوب ہو،انسان اُس کا خواہاں ہو اور انسان اُس کے بغیر نامکمل رہ جاتا ہو۔

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر نہ ہوں تو بھی ہمارا کام چلتا ہے، ہماری زندگی گزر رہی ہے،اُن کے بغیر نہ ہمارا وجود نامکمل ہے اور نہ ہی ہماری زندگی کا کوئی اور پہلو نامکمل ہے چونکہ یہ وہ امور ہیں جن کے بغیر بھی انسان کی زندگی

گزر جاتی ہے اور اس کے بغیر کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی ، پس انہی چیزوں کو وبال کہتے ہیں جن کا ہونا انسان کیلئے کسی کمی کو دور نہ کرتا ہو یا جن کا ہونا انسان کیلئے کمال نہ سمجھا جاتا ہو ۔ وبالِ زندگی ، زندگی کا بوجھ ہے اور بوجھ اٹھانے والا انسان نہیں ہوتا بلکہ خدا نے حیوان پیدا کئے ہیں جن کا کام بوجھ اٹھانا ہے!

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی زندگیوں میں وبال اکٹھا کر لیتے ہیں ، ایسی چیزیں زیادہ جمع کر لیتے ہیں کہ جن کے آنے سے اُن کی زندگی میں کوئی کمال پیدا نہیں ہوتا ، اُن کے وجود کے اندر کسی چیز کی تکمیل نہیں ہوتی ، فقط کسی ہوس کی تسکین ہوتی ہے ، ایسی چیزوں کو وبال کہتے ہیں جبکہ وہ چیزیں جو انسان کے پاس ہوں اور وہ انسان کو نقصان پہنچائیں ، اور کمی کا سبب بنیں ، ان کو شر کہتے ہیں ، پس آپ کے گھروں میں تین طرح کی چیزیں موجود ہیں ۔ خیر ، شر اور وبال ۔

ہم سب اپنے اپنے گھر کا جائزہ لیں کہ ہمارے گھر میں خیر کیا ہے؟ وبال کیا ہے؟ اور ہمارے گھر کے اندر شر کیا ہے؟ شر وہ ہے جو انسان کے اندر کسی چیز کی کمی کا سبب بنے جیسے حیاء کو کم کر دے ، انسان کی عقل کو کم کر دے ، انسان کے شعور کو کم کر دے ، انسان کی عفت کو کم کر دے ، انسان کے حسنِ ظن کو کم کر دے ، انسان کی عبادت و ریاضت کو کم کر دے ، احترام کو کم کر دے ، ہر وہ چیز جو کمی کا باعث بن رہی ہے یہ ''شر'' ہے اور یہ سارے امور شر ہیں ، اگر ہم نے گھر میں کوئی وسیلہ رکھا ہوا ہے جیسے کمپیوٹر اگر اُس کی وجہ سے آپ کی عبادت

میں کمی آ گئی، اُس کی وجہ سے آپ کے پڑھنے میں کمی آ گئی، اس کی وجہ سے آپ کی ذہنیت میں کمی آ گئی، تو یہ کمپیوٹر شر ہے لیکن اگر کمی بھی نہیں ہوئی ہے اور اُس شے کی وجہ سے ہمارے اندر کوئی کمال بھی پیدا نہیں ہوا، یعنی خلقت کی کوئی ضرورت بھی پوری نہیں ہوتی، تو یہ وبال ہے۔ پس ایک شے پڑی ہوئی ہے جو نہ نقصان دے رہی ہے اور نہ فائدہ، یہ وبال ہے اور ہمارے گھر کا اکثر سامان وبال ہے۔ پس ضرورت سے زیادہ سامان بھی وبال ہے۔

وہ چیز خیر ہے جس کے ذریعے سے روز بروز ہم ایک قدم آگے جا رہے ہیں، اپنے مقصدِ خلقت کے قریب ہو رہے ہیں، جو ہمیں خدا کے قریب کر رہی ہے، جو ہمیں مقصدِ خلقت کے قریب کر رہی ہے۔ پس خیر، وبال اور شر یہ وہ چیزیں ہیں جن میں ہم گھرے ہوئے ہیں، جن کا ہمارے اردگرد ڈھیر لگا ہوا ہے جبکہ ہم ہر چیز کو خیر کہہ دیتے ہیں حالانکہ وہ خیر نہیں ہے! وہ وبال ہے، خیر جس کے ذریعے سے ہم آگے بڑھیں، جس کے ذریعے سے ہم اپنا مقصد حاصل کریں، ہمارے وجود کے اندر کمال پیدا ہو جائے اور ہمارا مرتبہ بڑھ جائے۔

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا منبعِ خیر

خداوند تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو یہ خیر دیا ہے لیکن بانٹ بانٹ کر دیا ہے، خیر کا ایک حصہ ایک امت کو دیا، خیر کا ایک حصہ دوسری امت کو دیا، خیر کا کچھ حصہ کسی اور امت کو دیا لیکن جب امتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی اور

رسولِ خاتم ﷺ مبعوث ہوئے، خداوند تعالیٰ نے جہاں پر رسول اللہ ﷺ کو اور بہت ساری نعمتیں عطا کیں، کتابِ خاتم عطا کی، نبوتِ خاتمہ عطا کی، ختم الرسل بنایا وختم المرسلین بنایا ان سب کے ساتھ ایک بہت عظیم اعزاز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ عطا فرمایا کہ اے رسول ﷺ! باقی امتوں کو ہم نے خیر عطا کی ہے لیکن آپ کو خیر کا منبع عطا کیا ہے، آپ کو خیر کا مأخذ ومعدن عطا کر دیا ہے، ایسا خیر کا منبع دیا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور وہ خیر کا منبع اُس معاشرے کے اندر جہاں عورت کا پیدا ہونا شرمندگی وندامت سمجھا جاتا تھا، خداوند تعالیٰ نے اسی وجود کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو یہ خیر کا عظیم منبع عطا کیا۔

خواتین کی منبعِ خیر کے ساتھ مناسبت

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ،فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ

اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر بہت عظیم احسان کیا ہے کہ ہمیں خیرِ عظیم کا منبع عطا کیا ہے یہ کوثر، رسول اللہ ﷺ کے توسط سے ہمیں عطا ہوئی ہے اور مردوں کی نسبت خواتین پر زیادہ احسان ہے۔اس کثیر منبع سے خیر نکلے گا اور امت تک پہنچے گا جبکہ اس کا ذریعہ خواتین ہیں چونکہ خواتین منبعِ خیر کے قریب ہیں، منبعِ خیر کے ساتھ خواتین سنخیت رکھتی ہیں خواتین کی منبعِ خیر کے ساتھ مناسبت بنتی ہے، یعنی خواتین کو اجازت دی گئی ہے کہ اس خیر کے منبع اور اس خیر کے چشمے پر آئیں اور یہاں سے خیر لے کر امت کے اندر تقسیم کریں۔

خیر کا آبائی معنی

آج خصوصاً ملتِ پاکستان سب سے زیادہ خیر کی محتاج ہے، اب بعض علاقوں میں، خیر گدا کو کہتے ہیں، اگر کوئی فقیر اور گدا آجائے تو کہتے ہیں کہ خیر مانگنے والا آیا ہے، اس کو خیر دے دو، یا خیرات دے دو، ہمارے آبائی کلچر میں فقیروں کو جو چیز دی جاتی ہے اس کو خیر کہتے ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے! خیر قرآن کی اصطلاح ہے، نہ کہ آباء کی اصطلاح۔ بلکہ خداوند تعالیٰ نے کتابِ الٰہی میں انسان کی خلقت کی ضرورت کا نام خیر رکھا ہے۔ ہدایت و راہنمائی کا نام خیر ہے، علم و معرفت کا نام خیر ہے، دین الٰہی کا نام خیر ہے، یہ سب خیر ہے جبکہ اس خیر کا منبع جنابِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور ہمارا تعلق منبعِ خیر سے ہے اور امت اس خیر کی محتاج ہے ہمیں یہ خیر منبع سے لینا ہے اور منبع سے لے کر اُمت کے اندر اس کو تقسیم کرنا ہے، ہم اس منبعِ خیر کیلئے واسطہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اعزاز عطا کیا ہے لیکن یہاں پر ایک بہت ہی افسوسناک پہلو موجود ہے کہ جس کی طرف اشارہ لازمی وضروری ہے تاکہ ہمیں یہ سمجھ آئے کہ اس امت کے ساتھ کیا ظلم وستم ہوا ہے؟

آج کی امتّ کا درد!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ

کو کوثر عطا کی ہے، خیر کا منبع عطا کیا ہے اور امت کو اس منبعِ خیر کی طرف دعوت دی کہ اس سرچشمۂ خیر اور اس معدنِ خیر سے تم خیر لو؟ اپنی ضرورتِ خلقت یہاں سے لو، اپنی ہدایت یہاں سے لو لیکن آج اگر امت کی حالت دیکھیں کہ امت کس درد اور کس بیماری میں مبتلاء ہوگئی ہے، اُس بیماری کا نام قرآن کریم نے تکاثر رکھا ہے، یہ بھی قرآن مجید کی اصطلاح ہے، یہ دونوں اصطلاحیں تیسویں پارے کی ہیں اور دو چھوٹی سورتوں کے اندر ہیں، ایک کوثر اور ایک تکاثر خداوند تعالیٰ نے بشر کو کوثر عطا فرمائی لیکن ملت تکاثر میں مبتلاء ہوگئی، سورۂ تکاثر میں خدا کا فرمان ہے

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

اے لوگو! تمہیں تکاثر نے مشغول کر لیا ہے، تمہیں کوثر کی طرف توجہ کرنا چاہئے تھا، تمہیں کوثر کو اپنا قبلہ وراہنماء ماننا چاہئے تھا، تمہارا رخ کوثر کی طرف ہونا چاہئے تھا لیکن تم کوثر کو چھوڑ کر تکاثر کی بیماری میں پڑ گئے ہو!

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

الھـــا، قرآن کریم کی وہ اصطلاح ہے، یہ وہ عنوان ہے جسے سمجھنا بہت ضروری، اس لفظ سے ایک اور لفظ نکلتا ہے جو قرآن کریم نے کثرت سے استعمال کیا ہے اور وہ ہے لھو، جبکہ اس کے ساتھ ایک اور لفظ ملا ہوا ہے لعب ''لھو ولعب'' لھو سے الھا نکلا ہے۔

لھوولعب کا نامناسب ورائج ترجمہ

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

الھا، اسی لھو سے نکلا ہے، لھواورلعب، یہ دولفظ قرآن کریم میں کثرت سے استعمال ہوئے ہیں لھواورلعب کا نام حیات دنیا رکھا ہے۔یعنی یہ تمہاری زندگی ہے، بعض لوگوں کی زندگی لھواورلعب ہے۔قرآن کریم کے جتنی اردو ترجمے اورتفسیریں ہوئی ہیں، اُن میں اس لفظ کو نامناسب انداز سے ترجمہ کیا گیا ہے اور یہ ایسا بڑا خطرہ جس سے قرآن مجید امت اورانسانوں کو بچانا چاہتا تھا۔غلط ترجموں کی وجہ سے امت اس خطرے میں جاپڑی ہے، اگر ہمارے گھر میں کوئی خطرناک چیز ہے مثلاً اگر ہم نے مکھیاں اور مچھر مارنے کا زہریلا اسپرے گھر میں رکھا ہوا ہے جوانسان کیلئے خطرناک ہے، اگرانسان سونگھ لے یاانسان کے اوپراس کو سپرے کردیا جائے تو انسان مرجاتا ہے، گھر میں رکھ کر پھر ہم بچوں کو بتاتے ہیں کہ بچے خبردار! اس کو ہاتھ نہ لگانا یہ زہر ہے، موت وہلاکت ہے، اگر آپ نے اتنی تاکید وسختی کے ساتھ اوراتنی وضاحت کے ساتھ بچے کو خطرے سے آگاہ کردیا تو یہ بچہ کبھی بھی اس کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔

لیکن اگر ہم نے سُستی کی اورہم نے یہ کہا کہ بیٹے اس کو ہاتھ نہیں لگانا، یہ تیرے کام کی چیز نہیں ہے، تو بچہ اسے ضرور ہاتھ لگائے گا، لہٰذا خطرے کی چیزوں سے اس طرح سے لوگوں کو آگاہ کریں، انہیں اتنی معرفت ہوجائے کہ خطرے کے قریب بھی نہ جائیں، اس سے محفوظ ہوجائیں، علم انسان کو محفوظ اور

معرفت انسان کو معصوم بناتی ہے ،آئمہ علیہم السلام کیوں محفوظ ہیں ؟ چونکہ معصوم ہیں ! گناہوں و آلودگیوں سے ، ناپاکیوں اور معصیتوں سے بچے ہوئے ہیں ۔ اس لئے کہ ان سارے امور کی حقیقت کی معرفت رکھتے ہیں ،علم رکھتے ہیں اور جب انھیں حقیقت کا علم ہو جاتا ہے کہ اس میں کتنی تباہی اور ہلاکت ہے پھر اس کے قریب تک انسان نہیں جاتا ، اگر ہمیں کسی خطرے کی چیز سے بچے کو بچانا ہے ،تو اُس خطرے سے پورے طور پر آگاہ کرنا ہوگا !

لھو ولعب ، دو بڑے خطرے ہیں جن میں انسان کی ہلاکت ہے ، اس لئے قرآن کریم میں یہ مطلب بہت زیادہ تکرار ہوا ہے ، ہم قرآن پڑھ کر دیکھیں کہ لھو اور لعب کو کتنے بڑے خطرے کے طور پر قرآن مجید نے پیش کیا ہے لیکن جب یہ مترجمین کے ہاتھ چڑھا ،مفسرین کے ہاتھ آیا و اہلِ منبر اور اہلِ خطابت کے پاس آیا ، انھوں نے اس کے خطرے کا درجہ بہت کم کر دیا ، کہا نہیں ! اتنا بھی خطرہ نہیں ہے جتنا قرآن کہہ رہا ہے ، یا جتنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے ہیں اتنا بھی خطرہ نہیں ہے جبکہ یہ بہت بڑا خطرہ ہے ۔لھولعب سب سے بڑا خطرہ ہے ، اس کا نام قرآن نے حیاتِ دنیا رکھا ہے ۔

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِب'' وَّلَھْو (محمد:۲۶)

اے لوگو ! دنیوی زندگی لھو اور لعب ہے ۔

اگر ترجمہ میں دیکھیں تو لھو اور لعب کا ترجمہ کھیل کود کیا گیا ہے ۔ ہم جہاں بھی دیکھیں اس کا ترجمہ کھیل کود ہے جبکہ یہ نامناسب ترجمہ ہے ، اگر یہ کہا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ اصلاً غلط ترجمہ ہے ،لھو ولعب کا ترجمہ کھیل

کو دنہیں ہے بلکہ لھو اور لعب کا مطلب انسانی زندگی کے سامنے دو کھائیاں ہیں، دو خطرے ہیں، دو ہلاکتیں اور تباہیاں ہیں، ایک لھو کے نام پر اور ایک لعب کے نام پر۔

لعب کا معنی و مفہوم

ہمارے ذہن میں اگر پہلے سے اس کا ترجمہ کھیل کود ہے تو اُسے ایک طرف کر دیں، لعب بے مقصد کام کو کہتے ہیں، ایسا کام کرنا جس میں کوئی مقصد نہ ہو، کونسا مقصد؟ انسان کی زندگی کا مقصد اگر اس کام کے اندر موجود نہ ہو، جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے، میرے اس کام کے اندر وہ مقصد نہ ہو، جیسے اگر کوئی آپ کے ساتھ گفتگو کرے اور اس گفتگو کا مقصد، مقصدِ زندگی نہ ہو، مقصدِ خلقت نہ ہو تو یہ گفتگو کتنی ہی علمی کیوں نہ ہو، یہ لعب ہے۔

لھو کا معنی و مفہوم

لھو، سرگرمی کو کہتے ہیں، ایسی مصروفیت جو انسان کو مقصد سے دور کر دے، مقصد بھلا دے اور فراموش کروا دے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، خلقت دی، مقصد بھی دیا کہ اے لوگو! اے عورت، اے مرد! تجھے ایک مقصد کیلئے پیدا کیا ہے، خداوند تعالیٰ نے کسی کو اُس مقصد کے بغیر نہیں بنایا، نہ عورت کو نہ مرد کو، عورت اور مرد کی خلقت کا ایک مقصد رکھا ہے، پھر عورت اور مرد کو زندگی دی،

میدان دیا اور فرمایا کہ تم کام کرو، عمل کرو، عمل کرنے کیلئے خداوند تعالیٰ نے ہمیں طاقت دی، صلاحیت دی، اعضاء و جوارح دیے، عقل دی اور کہا کہ اس زندگی میں جا کر عمل کرو؟ لیکن تم جو بھی عمل کرو، اس عمل کا مقصد وہی ہونا چاہئے جو تمہاری خلقت کا مقصد ہے، جو تمہاری پیدائش و زندگی کا مقصد ہے، وہی مقصد تمہارے کام کے اندر بھی ہو، تم کھاؤ، پیو یہ تمہارے کام ہیں لیکن کھانے کا مقصد وہی ہو جو خلقت کا مقصد ہے، پینے کا مقصد وہی ہو جو خلقت کا مقصد ہے، تم اٹھو، بیٹھو، سوؤ، جاگو لیکن تمام کاموں کا مقصد ہونا چاہئے اور مقصد وہی ہو جو تمہاری خلقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے، اگر تمہارے کاموں کا وہی مقصد ہے تو تم عبادت میں مصروف ہو، یہ تمہارا عملِ صالح ہے، اگر تم نے بڑے سنجیدہ کام کئے لیکن اُن کے اندر مقصد نہیں اور یہ کام تمہیں مقصد سے دور کر رہے ہیں تو یقین کر لو کہ یہ لھو ہے۔

لھو کی گھریلو مثال:

وہ فعالیت و سرگرمی، جو انسان کو اپنی طرف مصروف و مشغول کر لے اور انسان کو اصل مقصد سے دور کر دے، ان کاموں کو لھو کہتے ہیں، دیہاتوں میں یہ عام رواج ہے اور شہروں میں بھی رشتہ داروں اور برادریوں میں یہ ممکن ہے ہوتا ہو کہ خاتون گھر میں کوئی کام کرنا چاہتی ہے جیسے سلائی کرنا چاہتی ہے اور اس کے پاس دھاگہ نہیں ہے، سوئی نہیں ہے، بٹن نہیں ہے، کھانا بنانا چاہتی

ہے، اس کے پاس کھانے کی کوئی چیز کم پڑ گئی، عین وقت پر پتہ چلا کہ گھی نہیں ہے، نمک نہیں ہے، مرچ نہیں ہے، پڑوس میں چلی جاتی ہے، پڑوس والے گھر سے یہ زندگی کا تبادلہ رہتا ہے، لین دین کی چیزیں آپس میں ایک دوسرے کو دیتے لیتے رہتے ہیں۔ اُس گھر کے اندر فرض کریں ٹی وی لگا ہوا ہے، ڈرامہ لگا ہوا ہے یا کوئی مہمان آیا ہوا ہے یا کوئی اور مناسبت ہے، یہ خاتون گئی یہاں سے مرچ یا آٹا لینے کیلئے، اُن کے گھر میں کوئی اور بات چل رہی ہے، کوئی ٹی وی لگا ہوا ہے، جا کر یہ بھی اُن کے اندر شامل ہوگئی، ڈرامہ دیکھتی رہی، اُن کی باتوں میں لگ گئی، وہ جھگڑ رہے تھے، یہ بھی جھگڑے میں پڑ گئی، وہ ہنس رہے تھے یہ بھی لطیفے سننے لگ گئی، وہ کوئی اپنی زندگی کی باتیں کر رہے تھے، مہمان آئے ہوئے تھے یہ بھی اُن سے گھل مل گئی اور اس کو پتہ ہی نہیں چلا کہ میں یہاں پر آئی کیوں تھی؟ میں تو یہاں آئی تھی آٹا یا مرچ لینے کیلئے لیکن ان کے گھر کے اندر ہنگامہ دیکھ کر یہ بھی اُس کے اندر اتنی الجھ گئی، اتنی ملوث ہوگئی کہ اپنا آنے کا مقصد بھول گئی، اس کا یہ کام جو اس نے پڑوس کے گھر میں آ کر کیا ہے، اس کو لھو کہتے ہیں۔ چونکہ اس کام نے اس سے مقصد بھلا دیا، مقصد کچھ اور لے کر آئی تھی، آ کر کرنے کچھ اور لگی ہے، یہ لھو ہے۔

قرآن کریم نے انسانوں کو بتایا کہ تمہاری زندگی کا سب سے بڑا خطرہ لھو و لعب ہے۔ بے مقصد کام کرنا اور ایسے کام کرنا جو تمہیں مقصدِ حقیقی سے ہٹا دے گا، یہ معنی اس لئے کیا ہے تاکہ لھو کا مطلب سمجھ میں آ جائے اور تکاثر سمجھ میں

آ جائے کہ قرآن مجید کیا کہنا چاہتا ہے؟ تم کوثر کو چھوڑ کر تکاثر تک کیسے چلے گئے؟ کیسے پست ہو گئے؟ اس دلدل میں تم کیسے دھنس گئے؟

تکاثر کا معنی اور مفہوم

صاحبانِ کوثر وارثان و حاملانِ کوثر، آج جائزہ لیں کہ ہم کس کام میں پڑ گئے ہیں! قرآن مجید فرماتا ہے کہ

أَلْهَىٰكُمُ

تمہیں مصروف کر دیا، تمہیں مشغول و سرگرم کر دیا، کس نے؟ تکاثر نے! مالِ دنیا زیادہ بنانے کی دوڑ کو تکاثر کہتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ رکھنا، کہ ہم نے مالِ دنیا اتنا بنایا ہے، دوسرے نے مالِ دنیا اتنا بنایا ہے، ہمارا مالِ دنیا اس سے زیادہ ہو! فرض کریں دو بہنیں ہیں، دو گھروں میں اُن کی شادیاں ہوئی ہیں اور دونوں اپنے اپنے گھروں میں جا کر ایک دوڑ میں لگی ہوئی ہیں، ہر روز، ہر ہفتے ایک دوسرے کے گھر جائزہ لینے کیلئے آتی ہیں کہ اس نے گھر میں کیا نئی چیز خریدی ہے، یہ واپس اپنے گھر میں جا کر اپنے شوہر کو گھر والوں کو مجبور کرتی ہے کہ اُس نے یہ جوڑا لیا ہے، مجھے اُس سے مہنگا جوڑا لینا ہے، اُس نے دو جوڑے لئے ہیں، مجھے تین جوڑے لینے ہیں، اُس نے یہ صوفہ لیا ہے مجھے بھی یہ صوفہ لینا ہے، اُس نے اس طرح کے پردے لئے ہیں، مجھے بھی اُسی طرح کے پردے لینے ہیں، اُس نے یہ جوتا لیا ہے مجھے بھی جوتا لینا

ہے، اُس نے اپنی بیٹی کیلئے یہ جہیز خریدا ہے، مجھے بھی یہ خریدنا ہے، اُن کے گھر میں یہ ہے، اب میرے گھر میں اُس سے زیادہ ہونا چاہئے اور جواباً پھر وہ آتی ہے اِس کے گھر کا جائزہ لے کر اور پھر اپنے گھر میں جا کر اُس سے زیادہ کی خواہش کرنا شروع کر دیتی ہے، اس کو قرآن تکاثر کہتا ہے۔

تکاثر یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنا، دو فریق بننا اور کثرتِ دنیا، کثرتِ مال، کثرتِ حبّ مال کی دوڑ لگانا اور ایک دوسرے سے آگے نکلنا، اس کو قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ تکاثر ہے، تکاثر نے تمہیں مصروف کر دیا، مشغول کر دیا، غرق کر دیا اور تم سے مقصدِ خلقت بھلوا دیا، فراموش کروا دیا۔

آج اگر ہم اپنے معاشرے پر نگاہ کریں، اپنی زندگیوں اور اپنے گھروں میں نگاہ کریں کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں کیا دیا تھا اور ہم آج مصروف کس میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کوثر عطا کیا۔

ہدیۂ خدا سے امت کی دوری:

اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثر

خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کچھ دیا وہ امت کی ہدایت و اصلاح کیلئے دیا۔ یہ دخترِ گرامی جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا، یہ امت کی اصلاح کا ہدیہ تھا جو خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا۔

جس طرح سے قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ذاتی ضرورت کے تحت نہیں دیا بلکہ امت کی ہدایت کی خاطر دیا اور جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا ہدیۂ خدا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تو امت کی ہدایت کیلئے دیا اور اس کا نام کوثر رکھا، خیرِ کثیر کا منبع، نہ ختم ہونے والا منبع لیکن امت نے کوثر سے دوری اختیار کی اور تکاثر اختیار کر لیا، لھو و سرگرمی اور کثرتِ مال کی دوڑ میں انسان غرق ہو گیا اور دوسروں پر سبقت لینا شروع کر دی۔

کوثر کی عظمت سے تکاثر کے دلدل تک:

آج ہم جس آبائی و کلچرل معاشرے میں رہ رہے ہیں، اس کے اوپر مغربی تہذیب کا اثر ہے جس نے سب کو تکاثر کی دوڑ میں لگا دیا ہے، کثرت سے مال بٹورنا، کثرت سے گھر بنانا، کثرت سے دنیا جمع کرنا، کثرت سے فلاں کام کرنا، جبکہ کوثر سے ہاتھ چھوٹ گیا، ہم کوثر کو بھول ہی گئے، کوثر کو فراموش کر دیا، امت کوثر سے تکاثر تک گر گئی، آج کے زمانے کی سب سے بڑی ضرورت تکاثر کی دلدل میں گری ہوئی امت کو نکالنا اور اس کو کوثر کی عظمت کی چوٹی تک پہنچانا یہ آج کی ہماری ذمہ داری ہے، یہ پیروانِ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی ذمہ داری ہے۔

آپ غور کریں جن لوگوں نے کوثر سے امت کو دور کیا اور تکاثر میں ڈالا، انھوں نے کیا حربے استعمال کئے اور کیا جتن کئے؟ جس سے مومن خواتین اور مومن گھرانے اور اسلامی و کلمہ گو امت، کوثر چھوڑ کر تکاثر میں آ پڑی، انھوں نے کیا کیا؟ کن چیزوں سے استفادہ کیا؟

آج کے دور کا اہم فریضہ!

ام الکتاب اصل میں قرآن اور سیدہ زہراؑ کا عنوان ہے۔ آج ہمارا کیا فریضہ ہے؟ اس وقت ہماری کیا ذمہ داری ہے؟ اس وقت ہمارے دوش پر اہم ذمہ داریاں کیا ہیں؟ قرآن کی زبان میں اگر بیان کیا جائے تو تکاثر میں غرق قوم کو نکال کر کوثر کی عظمت تک پہنچانا، ذلتِ تکاثر سے نکال کر عزتِ کوثر تک پہنچانا، حقارتِ تکاثر سے نکال کر سرفرازیِ کوثر تک پہنچانا۔ یہ کام کیسے ہوگا؟ یہ جو الٹ کام ہوا ہے یعنی امت کو کوثر سے دور کر کے تکاثر میں ڈالا گیا، بیت المال جمع کرو! آپ مال و دولت و ثروت جمع کرو! آلِ رسول ﷺ کو چھوڑ دو، علیؑ و فاطمہ زہراؑ کا در چھوڑ دو اور اس کے بجائے آپ مالِ غنیمت اکٹھا کرو! آج یہ کام شدت سے ہو رہا ہے، اس کام کیلئے انھوں نے ایک خاص روش سے استفادہ کیا اور وہ روش وطریقہ یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ایسے نمونے بنا کر پیش کئے جن کی دیکھا دیکھی دوسروں نے اپنا رنگ بدلا جیسے کوئی عورت، کوئی مرد، کوئی خاندان تکاثر کی حالت اپنا کر تکاثر کی دلدل میں ڈوب کر سامنے آیا، گلی کوچے میں آیا، میڈیا میں آیا، ٹی وی میں آیا، سکرین پر آیا، فلم، ڈرامے میں آیا اور اُس کو مومنین و مومنات نے مشاہدہ کیا، مشاہدہ کر کے اس کی تقلید و پیروی کی، اس جیسا بننا چاہا اور اس جیسا بننے کی کوشش کی!

مرد وعورت کا تقلیدی لباس:

اگر ہم ایک نگاہ اپنے آپ پر ڈالیں، اپنی طرف دیکھیں، تمام مرد وخواتین اپنی طرف دیکھیں کہ ہم جو اپنے آپ کو پیروئے اسلام و پیروکارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ رسول علیہم السلام سمجھتے ہیں، اپنی زندگیوں میں غور کریں! اپنے جسم پر، اپنے وجود پر، اپنے لباس پر غور کریں کہ ہمارا لباس، یہ کس چیز کی ترجمانی کرتا ہے؟ یہ جو ہم نے تقلیدی لباس پہنا ہوا ہے، تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر آپ نے یہ لباس بنایا ہے، دیکھا دیکھی بنایا ہے، ہمارے اپنے ذہن کی اختراع نہیں ہے بلکہ کہیں سے ہم نے دیکھا ہے! یہ لباس، یہ ڈیزائن کسی کو دیکھ کر بنایا ہے، ہم نے جو لباس پہنے ہوئے ہیں انہیں دیکھیں تو ہمیں یہ پتہ چل جائے گا کہ ہم کس کے پیروکار ہیں؟ ہمارے لباس کا ڈیزائن، ہمارے لباس کا ماڈل، ہمارے لباس کا طرز جس سے ملتا ہے ہم اُسی کی پیروکار ہیں، ہمیں محبت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے ہے لیکن تقلید کسی اور کی کر رہے ہیں، فاطمہ زہرا علیہا السلام کے جشن میں یا فاطمہ زہرا علیہا السلام کی مجلس میں جب آئیں تو کم از کم لباس میں تو فاطمہ زہرا علیہا السلام کی تقلید کریں، پس سیدہ زہرا علیہا السلام کے لباس کی تقلید کر کے زہرا علیہا السلام کی مجلس میں آئیں۔

تاریخ نے سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کا لباس لکھا ہے کہ کس طرح سے بی بی لباس پہنتی تھیں، جب خطبہ دینے گئیں، اُس خطبے میں راویوں نے لکھا ہے کہ بی بی کس طرح کا لباس پہن کر خطبہ دینے کیلئے گئیں، سیدہ سلام اللہ علیہا کا لباس پہننا اور سیدہ سلام اللہ علیہا کا

جانا، سید ﷺ کی گفتگو اور سید ﷺ کا قیام، سید ﷺ کا مبارزہ، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو ایک اسلامی خاتون کیلئے نمونۂ عمل ہیں۔

آپ کے پہننے کے سو جوڑے ہونے چاہئیں، جوتے پچاس جوڑے ہونے چاہئیں، آپ کے پاس دو سو دوپٹے ہونے چاہئیں، آپ کے گھر میں اتنی چیزیں آپ کیلئے ہونی چاہئیں۔ یہ تکاثر ہماری زندگیوں میں کہاں سے آیا؟ انہوں نے کچھ نمونے اور رول ماڈلز بنائے، یہ اصطلاح ہے، اگرچہ خصوصاً لغت کے لحاظ سے اچھی اصطلاح نہیں ہے، کوئی حرج نہیں ہے لیکن پاکستان اور دنیا کے اندر یہ اصطلاح استعمال ہوتی ہے، تھوڑی سی نامناسب معانی میں استعمال ہوتی ہے لیکن مطلب سمجھانے کیلئے بیان کی جارہی ہے اور وہ ماڈلنگ کی اصطلاح ہے۔

فاسد لباس کی ترویج کا طریقہ کار

ماڈلنگ ایک اصطلاح ہے کہ جو لوگ لباس بناتے ہیں، الٹا سیدھا، بے حیائی کا، اس بے حیائی کے لباس کو لوگوں کے اندر متعارف کرواتے ہیں کہ سارے لوگ اسی طرح کا لباس پہنیں! یہ کس طرح سے متعارف کرواتے ہیں، اسے بناتا کوئی فیکٹری کا مالک ہے، کوئی سرمایہ دار و کوئی شیطانی ذہن ہے اس لباس کے پیچھے، اُس نے لباس کا ماڈل تیار کیا، ڈیزائن تیار کیا لیکن ابھی اسے دنیا کو بتانا ہے کہ اس قسم کا لباس بھی بن گیا ہے۔ ہر سال نیا لباس بنتا

ہے، اس فاسد لباس کو متعارف کرانے کیلئے ایک فاسد عورت یا فاسد عورتوں کا ایک گروہ جن کا پیشہ ہی یہی ہے، اپنے وجود کی نمائش کرنا، ان نمائشی خواتین (جو ان کا خاتون ہونا، خواتین کیلئے ننگ ہیں، خواتین کیلئے شرمندگی کا باعث ہے، ان کا پیشہ ہی نمائش ہے) ان کو وہ لباس پہناتے ہیں اور لوگوں کے سامنے، مجمع عام میں یا کیمروں کے سامنے لاکر انھیں پیش کرتے ہیں پھر ان کی تصویریں عام کرتے ہیں، یہ تصویریں جگہ جگہ شہروں میں، بورڈوں پر، اِدھر اُدھر لگی ہوئی ہیں کہ اُس نے لباس پہنا ہوا ہے، ایک فاسد عورت نے فاسد طرز و فاسد ڈیزائن کا لباس، فاسد اسٹائل کا لباس پہنا ہوا ہے۔ اس فساد کی ترویج کیلئے انھوں نے اس کا انتخاب کیا پھر اس کا نام ماڈل رکھا ہے۔ اور فاسد عورت کا فاسد لباس پہن کر نمائش کرنا، تصویریں بنوانا، اُن تصویروں کا عام ہونا اُس کو ماڈلنگ کہا گیا ہے، یہ وہ چیزیں ہیں جن کو ہم دیکھتے ہیں!

یہ صرف لباس کی مثال دی تھی، خواتین کے بارے میں ساری بحث حجاب اور لباس میں منحصر نہیں ہوتی، یہ گفتگو بھی لباس اور حجاب کے بارے میں نہیں ہے بلکہ گفتگو کسی اور حقیقت کے بارے میں ہے یعنی ہمارے وجود کے بارے میں، انسانیت اور ہدایت کے بارے میں ہے اور معاشرے و نظامِ دین کے بارے میں ہے، یہاں صرف لباس کی اور فاسد لباس کی ترویج کے طریقہ کار کی جو پاکستان کے اندر اور ساری دنیا کے اندر رائج ہے اس کی صرف مثال بتانے کے لئے لی گئی ہے۔

فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا الٰہی اسوہ

ہدایت کیلئے جس عمل کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا اسوہ ہیں، قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسوہ قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں تمہارے لئے اسوہ ہے

اور آئمہ اطہار علیہم السلام کا فرمانا ہے کہ سیدہ زہراسلام اللہ علیہا، معصومین علیہم السلام کیلئے بھی اسوہ ہیں، آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلئے بھی اسوہ ہیں، یہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ہم پوری امت کیلئے اسوہ ونمونہ ہیں جبکہ سیدہ زہراسلام اللہ علیہا ہم آئمہ ومعصومین کیلئے بھی اسوہ ہیں۔

پس ہمارا فریضہ بنتا ہے امت کو تکاثر کی ذلت، پستی ودلدل سے نکالیں اور اُن کو کوثر کی عظمت پر پہنچائیں۔ اس کیلئے وسیلے اور واسطے کی ضرورت ہے، وہ واسطہ جو کوثر کا نمونہ بن کر میدانِ عمل میں آئیں، اس کوثر کی تقلید کریں، کوثر کا اسوہ اپنائیں، فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا کا نمونہ اپنائیں اور آکر میدانِ عمل میں داخل ہوں۔ لوگوں کے درمیان آکر زندگی بسر کریں، ہماری زندگی، کوثر کو متعارف کروانے، اسوۂ زہراسلام اللہ علیہا متعارف کروانے اور اسوۂ فاطمیہ متعارف کروانے کیلئے نمونہ ہوگی۔

خواتین معاشرے کی اصلاح کی ضامن

خواتین کو تمام مطالب کا سمجھنا ضروری ہے اور اگر خواتین سمجھ گئیں تو مرد یقیناً سمجھ جائیں گے لیکن اگر مردوں کو سمجھا دیا جائے تو ضروری نہیں ہے کہ خواتین بھی سمجھیں، جیسا کہ امام علیہ السلام کی ایک حدیث ہے کہ امام علیہ السلام نے ایک شخص کو فرمایا کہ لوگ اگر اچھے ہوں تو اچھا ہے لیکن اگر تم اچھے ہو تو بہت ہی اچھا ہے اور اگر عام لوگ غلط ہیں تو غلط ہیں لیکن اگر تم غلط ہوئے تو بہت ہی غلط ہے، کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ تم ہم سے منسوب ہو، یعنی اگر مرد ہدایت پا جائیں تو اچھا ہے لیکن خواتین ہدایت پا جائیں تو بہت ہی اچھا ہے، خواتین اگر یہ پیغامِ دین لے لیں بہت ہی اچھا ہے چونکہ مرد کے سمجھنے سے مرد کی اصلاح ہو جائے گی لیکن خواتین کے سمجھنے سے پورا معاشرہ اور امت کی اصلاح ہو جائے گی، اس لئے خواتین کیلئے یہ دین سمجھنا مردوں سے کہیں زیادہ ضروری واہم ہے۔

شر کے سائے میں خیر کا ناممکن ہونا !

ہمارے معاشرے میں یا دنیا میں دو تعلیمی نظام رائج ہیں، ایک تعلیمی نظام جو اولاد کو، بچوں کو اسوۂ کوثر بناتا ہے اور کوثر کی راہ پر چلاتا ہے اور ایک تعلیمی نظام وہ ہے جو انسان کو تکاثر کی طرف لے کر جاتا ہے، پس تکاثر بڑی ڈگری، بڑی جاب، بڑی تنخواہ، بڑا بزنس، بڑی کمائی، یہ ایک تعلیمی نظام ہے کہ جس نے فکرِ

معاش انسان کیلئے مقصدِ زندگی قرار دیا ہے، بچوں کو کس کیلئے پڑھاتے ہیں؟ تکاثر کیلئے، اگر آپ کہیں کہ یہ بچے اولادِ کوثر و ذریتِ کوثر ہیں، یعنی یہ وہ بچے ہیں جنھیں خیر کو منبعِ خیر سے لے کر دنیا میں اس کی ترویج کرنی ہے، نظامِ خیر بنانا ہے، حکومتِ خیر بنانی ہے، مملکتِ خیر تشکیل دینی ہے، امتِ خیر بنانی ہے، جس طرح سے قرآن مجید کا فرمانا ہے

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (آل عمران: ۱۱۰)

تم خیر الامت ہو

یہ خیر الامت اس طبقے کو بنانی ہے جس کا منبعِ خیر کے ساتھ تعلق ہوگا، منبعِ خیر کے ساتھ اُن کا رابطہ ہوگا، جو معدنِ خیر، علی و فاطمہ علیہما السلام سے لیں گے اور لے کر لوگوں کو اس خیر تک پہنچائیں گے، لوگ خیر کو قبول کریں گے اور پوری دنیا میں ایک نظامِ خیر حاکم ہو جائے گا جبکہ اس وقت نظامِ شر ہے، یہ ذہن میں رہے، آج نظامِ شر پوری دنیا کے اوپر حاکم ہے، پوری دنیا میں نظامِ شر ہے صرف ایک ایسی مملکت ہے جس میں نظامِ خیر ہے جہاں پر فاطمی نظام علوی نظام ہے اور جہاں پر نظامِ ولایت ہے، اس کے علاوہ باقی شر کا نظام ہے، شر کے زیرِ سایہ کبھی سفرِ خیر نہیں ہوسکتا!

شر کے مقابلے میں احتجاجِ فاطمی

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کیوں گھر سے نکلیں اور آ کر مسجد میں فریاد یں کیں؟ کیوں مسجد

میں آ کر احتجاج کیا؟ کیوں مسجد میں آ کر خطاب کیا؟ کیوں مسجد میں آ کر روئیں؟ کیوں مسجد میں آ کر اتنا شدید ردِعمل دکھایا اور تمام موجود لوگوں اور حکمرانوں سے ناراض ہوئیں اور انھیں کہا کہ اب تم مجھے منہ نہ لگانا، میرے طرف نہیں آنا، میں تم سے ناراض ہو کر اس دنیا سے جا رہی ہوں۔ یہ کام اس لئے کیا تھا کہ فاطمہ زہراؑ جو منبعِ خیر اور معدنِ خیر ہیں، کو یہ نظر آ رہا تھا کہ یہ اقدام امت کو شر کی طرف لے جائے گا اور امت کو شر سے بچانا ضروری ہے، اس شر سے بچانے کیلئے بی بیؑ میدان میں آئیں اور یہ اقدام کیا، اس کا ردعمل دکھایا، ایک تحریک شروع کی، احتجاج شروع کیا اور وہ احتجاجِ فاطمی لوگوں کے سامنے ایک مثال بن گیا۔

شر کا ہتھیار:

آج پوری دنیا کے اوپر شر کا نظام حکم فرما ہے، شر کا ہتھیار تکاثر ہے۔ اس وقت اپنی اولاد، امتِ اسلامیہ کی اولاد کو ہم کیا بنانا چاہتے ہیں؟ ہم کیا پڑھانا چاہتے ہیں؟ یہ پڑھانا چاہتے ہیں کہ اسی نظامِ شر کے اندر کثرتِ مال لینے کیلئے کسی تعلیم کا ان کو موقع مل جائے! تعلیمی ڈگری مل جائے، تعلیمی ڈگری لے کر ایک مناسب حصولِ معاش کا ذریعہ مل جائے جس میں کثرت سے مال جمع کر سکیں لہٰذا اپنی اولاد، اپنے لختِ جگر، اپنے پارۂ تن کو اٹھا کر ہم اس نظامِ شر کے سپرد کر دیتے ہیں تا کہ تکاثر کی دوڑ میں ہماری اولاد کسی سے پیچھے نہ رہ جائے،

اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اے بی بی! ہماری اور ہماری اولاد کی شفاعت کرنا، اے کوثر! ہم نے تیری طرف پشت کر دی اور تکاثر کی طرف منہ کر لیا ہے اور تکاثر میں کامیابی تیری وجہ سے ہوگی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ منبعِ خیر تکاثر کی ذلت کے اندر، تکاثر کی ہلاکت کے اندر، شفاعت کا وسیلہ بنے، کوثر آ کر ہماری مدد کرے! کوثر آ کر یہ کہے کہ اے امّت تم فکر نہ کرو! آپ نے اولاد کو تکاثر کے میدان میں ڈالا ہے تو میں اِن کی کامیابی کی ضامن ہوں، میں انھیں کامیاب بناؤں گی! جبکہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا، یہ ہمارا توہّم ہے۔

کوثر کا راستہ امت کی نجات کا ذریعہ

زہرا سلام اللہ علیہا تکاثر نہیں کوثر ہیں، جو عموماً ہمارے ذہنوں میں تعلیم بیٹھی ہوئی ہے کہ ہم اتنا سیکھ لیں کہ اپنے واجبات وفرائض سمجھ لیں، اپنے گھر سنبھال لیں، اپنے بچوں کو سنبھال لیں، اتنا کافی نہیں ہے! اپنے بچوں کو سنبھالنا اتنی تعلیم کافی نہیں، اس کام سے کوئی مشکل حل نہیں ہوتی بلکہ وہ تعلیم جس سے پوری امت نجات پائے، جس سے پورا معاشرہ نجات پائے، جس سے یہ مملکت نجات پائے اور جس سے پوری امتِ اسلامیہ نجات پائے وہ تکاثر کا راستہ نہیں بلکہ کوثر کا راستہ ہے، وہ سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کا راستہ ہے، اس تعلیم کا راستہ جو امت کو نجات کی طرف لے کر جائے۔

راہِ کوثر مہجوریت کا شکار

اب ہمیں فیصلہ کرنا ہے! کہ کیا کوثر سے متمسک ہیں؟ جبکہ تکاثر کے نمائندوں نے اپنا حق ادا کیا ہے، تکاثر کی ترویج کرنے والے افراد شہروں میں، گلی کوچوں میں، بازاروں میں آج ریوڑ کی طرح نظر آتے ہیں، تکاثر کی تعلیم، یعنی مالی دوڑ، دنیا کی دوڑ، نمائش کی دوڑ، ہوس کی دوڑ، اس دوڑ میں غرق افراد کا ریوڑ دنیا میں نظر آرہا ہیں، آپ ٹی وی آن کریں، اینکر پرسن، تکاثر کی نمائندہ بیٹھی ہوئی ہے، روز بے حیائی کا نیا لباس پہن کر دیکھنے والی امّت کو پیغام دے رہی ہے کہ لباس اس طرح پہنا کرو! ڈراموں کے اندر، فلموں کے اندر، مارکیٹوں اور بازاروں کے اندر، محفلوں و مجلسوں کے اندر، ہر جگہ پر تکاثر کے مکتب و تکاثر کی نمائندہ خواتین بغیر جھجک کے، بغیر شرم و حیاء کے تکاثر کے مکتب کی ترویج کر رہی ہیں لیکن مکتبِ کوثر، راہِ کوثر، راہِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا واس مکتب کی ترویج کون کرے گا؟ اس کو دنیا کے سامنے کون عملی کر کے پیش کرے گا؟ تکاثر کے نمائندے اپنا کام کر رہے ہیں، تعلیمی ادارے اعلیٰ سطح کے بنا لئے ہیں، اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں بانٹ رہے ہیں اور تکاثر کے میدان لوگوں کے سامنے کھلے ہیں، مومن اور غیر مومن اس دوڑ کے اندر شریک ہیں لیکن کوثر، راہِ کوثر و مکتبِ کوثر مہجور و متروک ہے۔ اس کو زندہ کرنے کیلئے متحرک نمونے اور اسوے کی ضرورت ہے۔

تکاثر کی فضا میں راہِ کوثر کا انتخاب

ہمیں جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا سے اسوہ وتقلید حاصل کرنا ہے، اسوہ ونمونہ بننا ہے، ہدایت کے نظام کا نمونہ بن کر میدانِ عمل میں، میدانِ زندگی میں، اس حیات میں اسوۂ کوثری بن کر اور اسوۂ الٰہی بن کر اترنا ہے، اسوہ بننے تک کے لئے انسان کو تھوڑی زحمت ومحنت کی ضرورت ہے، آسانی سے انسان اسوۂ کوثر نہیں بن سکتا، اس پر وقت دینا پڑتا ہے، محنت وکوشش کرنی پڑتی ہے، ارادہ وعزم کرنا پڑتا ہے، یہ کام اس لئے مشکل ہے کہ جس فضا میں ہم رہتے ہیں، جس ماحول میں ہم رہتے ہیں، تکاثر کے ماحول میں کوثر بننا، تکاثر کے محیط وفضاء میں کوثر کا راستہ انتخاب کرنا، جہاں پر تکاثر کے شدید حملے ہیں، تکاثر کی فوج وتکاثر کا لشکر موجود ہے، تکاثر کی یلغار ہے جبکہ کوثر تنہا ہے، کوثری نمونہ تنہا ہے، گھر کے اندر ایک بی بی پیدا ہوتی ہے، جس کے ذہن میں خیال آتا ہے کہ میں راہِ کوثر طے کروں، راہِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا طے کروں، ماں بھی تکاثر کی نمائندہ، بہنیں اور نند بھی تکاثر کی نمائندہ، خالہ وپھوپھی بھی تکاثر کی نمائندہ، پڑوسی عورتیں بھی تکاثر کی نمائندہ، کلاس فیلوز بھی تکاثر کی نمائندہ، اس تکاثر کے لشکر میں کوثر تنہا ہے! جس طرح سے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تکاثر کی امت میں تنہا مسجد میں کھڑی ہوئی تھی۔

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کا اقدام تکاثر کے مقابلے میں

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے جو اقدام کیا، سب کے مقابلے میں تنہا کیا، تمام

نمائندگانِ تکاثر کے مقابلے میں کیا، انھیں خطاب کیا کہ

فَاَیْنَ تَذْھَبُوْن (التکویر: ۲۴)

تم کہاں جا رہے ہو؟

یہ تو تمہاری راہ نہیں تھی؟ خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے کوئی اور نمونہ مقرّر کیا تھا جبکہ تمہارا رخ کسی اور طرف ہو گیا ہے! کچھ خاموش تھے تو کچھ گفتگو کر رہے تھے، کچھ تکاثر کی دوڑ میں تھے تو کوئی اقتدار پر قبضے کی طرف دوڑ رہا تھا، کوئی مال پر قبضے کی طرف دوڑ رہا تھا تو کوئی جائیداد پر قبضے کی طرف دوڑ رہا تھا، ہر ایک کچھ بڑھانے جا رہا تھا، ایک ہستی پوری کائنات کے اندر اٹھی اور محافظت کی، راہِ خدا کی حفاظت کی، یہ اسوۂ کوثری ہے، یہ نمونہِ کوثر ہے، چونکہ تکاثر کثرت کا راستہ ہے، کثرتِ عوام و کثرتِ ناس ہے۔ قرآن مجید نے اکثر کی کہانی بڑی دلچسپ بیان کی ہے کہ اکثریت کدھر جائے گی؟ قرآن مجید یہ نہیں فرماتا کہ اکثریت راہِ کوثر پر جائے گی اور نہ ہی قرآن مجید یہ فرماتا کہ اکثریت راہِ نجات پر جائے گی!

اکثریت تکاثر کے پیچھے:

قرآن مجید بتا رہا ہے کہ اکثریت کہاں جا رہی ہے؟ اکثر مرد کہاں جا رہے ہیں؟ اکثر عورتیں کہاں جا رہی ہیں؟ اکثریت کوثر کے پیچھے نہیں ہے بلکہ اکثریت تکاثر کے پیچھے ہے۔

بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْن (سورہ بقرہ، آیت ۱۰۰)

اکثریت بے ایمان ہوتی ہے (ترجمہ)

وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْن (سورہ آل عمران آیت ۱۱۰)

اکثر فاسق و فاجر ہوتے ہیں (ترجمہ)

وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْن (سورہ مائدہ آیت ۱۰۳)

اکثر احمق ہیں، اکثریت بیوقوف ہے (ترجمہ)

وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُون (سورہ انعام آیت ۳۷)

اکثر نادان ہیں، کچھ بھی نہیں جانتے (ترجمہ)

اَکْثَرَھُمْ یَجْھَلُوْن (سورہ انعام آیت ۱۱۱)

اکثر جہلاء ہیں (ترجمہ)

وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شٰکِرِیْن (سورہ اعراف آیت ۱۷)

اے رسول! آپ اکثر کو شاکر نہیں پاؤ گے، اکثر شکر گزار نہیں ہوتے (ترجمہ)

وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْد (سورہ اعراف آیت ۱۰۲)

ہم اکثر کو عہد کا پابند نہیں پاتے (ترجمہ)

اکثر عہد شکن ہوتے ہیں۔ پس اکثر نادان و بے خبر ہوتے ہیں، اکثر نہیں جانتے، اکثریت فاسق ہیں، اکثر بے ایمان ہوتے ہیں۔ اکثریت عہد شکن و ناشکر ہوتی ہے۔

جمہوریت، اکثریت کا نظام:

جمہوریت اکثریت کے نظام کو کہتے ہیں، اکثریت جو ایک طرف ہو جائے یہ جمہوری نظام ہے اور قرآن مجید اکثریت بتا رہا ہے کہ اکثریت کہاں ہوتی ہے؟ اس طرح کی سینکڑوں آیات ہیں جس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اکثریت کدھر جاتی ہے؟ اکثریت کا رخ کدھر ہوتا ہے؟ اکثریت فاسق، فاجر، بیوقوف، احمق، نادان ہے اور یہی وہ ساری شرائط ہیں جو انسان کو تکاثر کی دنیا میں لے جاتی ہیں، اکثریت تکاثر کی دوڑ میں لگی ہوتی ہے، کثرت بٹورنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے، ایسے میں جب اکثریت اس طرف بھاگ رہی ہوتی ہے وہاں ایک اقلیت اور اقلیت کا ایک نمائندہ، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا تنہا میدان میں نکل کر فریادیں کرتی ہیں!

اَیْنَ تَذْھَبُوْن

اے اکثریت! اے نمائندگانِ تکاثر! اے گمراہ، جاہل و نادان لوگو! تم کہاں جا رہے ہو؟ تمہاری نجات کا راستہ، خیر کا منبع، خیرِ کثیر کا منبع خداوند تعالیٰ نے کچھ اور بنایا ہے۔

آج ہمیں راہِ کوثر انتخاب کرنا ہے، بچوں کو کوثر کی تعلیم دینی ہے، کوثر کے واسطے سے بچہ مانگ کر، دنیائے تکاثر کے حوالے نہیں کرنا، جیسا کہ آج تک سب نے مل کر کیا ہے۔ میراثِ کوثر، کوثر کے حوالے کرنا ہے، سرمایۂ کوثر، کوثر کے حوالے کرنا ہے!

تمام اسلامی سلطنت ہی فدک ہے

امامِ ہفتم علیہ السلام، فرزندِ زہرا سلام اللہ علیہا جس نے میراثِ فاطمہ کے حصول کیلئے چودہ سال زندان میں گذارے، وہ فرزندِ فاطمہ سلام اللہ علیہا جو زندان میں ہی شہید ہو گئے، وہ فرزندِ فاطمہ علیہا السلام کہ جس کا جنازہ اہلِ تکاثر نے نہیں اٹھایا بلکہ جس کا جنازہ مزدوروں نے اٹھایا، بغداد کے پل پر رکھ دیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ موسی ابن جعفر علیہ السلام اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔ اے لوگو! تم گواہی دینا کہ ان ظالموں اور حکومت نے نہیں مارا یہ اپنی طبیعی موت سے اس دنیا سے گئے ہیں، اس کے لئے امامؑ کا جنازہ پلِ دجلہ پر رکھ دیا گیا کہ لوگ آ کر یہ گواہی دیں۔

ہارون الرشید ایک ظالم عباسی بادشاہ ہے جو نمائندہ دنیائے تکاثر ہے، نظامِ تکاثر کا نمائندہ، اس نے اعلان کیا کہ پچھلی حکومتوں میں جن لوگوں کا نقصان ہوا، مال لٹا، وہ آ کر نام لکھوائیں، رجسٹریشن کروائیں، ہم اُن کو اُن کا لٹا ہوا مال واپس کریں گے یا انھیں حق ادا کریں گے، جیسے سیلاب آتا ہے، حکومت چیک بانٹنا شروع کر دیتی ہے، اس ہارون الرشید نے اعلان کر دیا کہ بنو امیہ کی حکومت میں جس کا جو نقصان ہوا، وہ آئے، نام لکھوائے، اس حوالے سے حکومت تمہیں چیک دے گی، ظاہر ہے کہ ایسے موقعوں پر سارے چلے جاتے ہیں، یہاں مذہبی اختلاف ختم ہو جاتا ہے، سارے چیک لینے چلے جاتے ہیں، لوگ آ رہے ہیں اور کسی نے کہا کہ میری بھینس چوری ہو گئی، کسی نے کہا کہ میری گائے چوری ہو گئی، کسی نے کہا کہ میرے زیورات چوری ہوئے، کسی نے کہا

کہ ہمارا فلاں مال چوری ہوا، ہارون الرشید اپنا حامی بنانے کیلئے مال و دولت دے رہا ہے اور لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کر رہا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کھڑے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے ہیں، امام علیہ السلام نے اسے کہا کہ ہارون! تو سب کو لٹا ہوا مال دے رہا ہے، ہمارا لٹا ہوا مال ہمیں کیوں نہیں دیتا؟ ہم اہلبیت علیہ السلام کا لٹا ہوا مال ہمیں کیوں نہیں لوٹاتا! وہ سمجھ گیا، ہارون کہنے لگا کہ آپ علیہ السلام کی مراد فدک ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میری مراد فدک ہے۔ کہنے لگا کہ صحیح ہے آپ زمین کی نشاندہی کریں کہ یہ باغ کتنا ہے؟ اس کا طول وعرض بتائیں، میں ابھی حکم کرتا ہوں کہ فدک آپ کو لوٹا دیا جائے!

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی بتا دیتا ہوں، کہا کہ بتایئے! امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے اُس باغ و ہماری اس میراث کی ایک سرحد بحرِ احمر سے ملتی ہے، دوسری سرحد افریقہ سے ملتی ہے جبکہ تیسری سرحد ہندوستان سے ملتی ہے، یہ ہمارا فدک ہے! یعنی پوری اسلامی سلطنت ہمارا فدک ہے، کہنے لگا کہ میں سمجھ گیا ہوں، اگر یہ فدک آپ کو لوٹا دوں تو میرے لئے تو کچھ بھی نہیں بچتا!

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی فریاد!

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا فدک فقط کھجوروں کا باغ نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جو کوثر کی راہ پر ہونا چاہئے تھی، اگر کوثر کی راہ سے ہٹ گئی ہے اور تکاثر والوں نے اس کو غصب کر لیا ہے تو اُن سب کے مقابلے میں فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی فریاد ہے، فاطمہ

زہراء سلام اللہ علیہا مسجد النبیؐ میں فریاد کر رہی ہے کہ اے لوگو! یہ فدک میرے بابا نے مجھے دیا تھا، تمہیں حق نہیں بنتا کہ یہ واپس لے لو اور فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اگر آج کھڑے ہو کر فریاد کرے تو کیا کریں گی؟ اے مومنوں! اے خواتین! اے مردوں! یہ تمہارے بچے ذریّتِ کوثر ہیں، اس کوثر کو نظامِ تکاثر کے حوالے مت کرو؟ ایسا نہیں ہے کہ جب کھجوروں کے درخت زہراء سلام اللہ علیہا کو ملیں گے تو زہراء سلام اللہ علیہا خوش ہو جائیں گی بلکہ جب تک پوری میراث، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی دِرِکوثر پر نہیں آتی فاطمہ سلام اللہ علیہا راضی نہیں ہوں گی، ہر چیز جب تک نظام الٰہی کے مطابق نہیں ہوتی، جب تک تعلیم الٰہی نہیں ہوتی، جب تک آپ کا ملک و مملکت الٰہی نہیں ہوتا، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا راضی نہیں ہے، یوں نہیں کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو چند کھجوروں کا غم تھا! آپ خطبہ پڑھ کر دیکھئے جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کا خطبہ بتاتا ہے، امت کو بتا رہی ہیں کہ تم کدھر جا رہے ہو؟ تم نے عبادتیں چھوڑ دی، تم نے امامت چھوڑ دی، تم نے ولایت چھوڑ دی، پیروئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم نے چھوڑ دی، اہل بیت علیہم السلام کو تم نے چھوڑ دیا، تم تکاثر کے نظام کے پیچھے جا رہے ہو، خطبہ زہراء سلام اللہ علیہا یہ حقیقت بتاتا ہے۔

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا مطالبہ!

ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ ہماری ذمہ داری فقط مجلس رکھنا اور برخواست کرنا نہیں! یہ جو ہم خود سے فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پر ہم احسان کر رہے ہیں

کہ بی بی نے فرمایا جو میرے بچے کو روئے گا مجھ پر بڑا عظیم احسان کر رہا ہے، نہیں! فاطمہ زہراؑ صرف یہ مطالبہ نہیں رکھتیں کہ میرے بچے کو روئیں! فاطمہ زہراؑ یہ مطالبہ رکھتی ہیں کہ میرا بچہ جس مقصد کیلئے شہید ہوا ہے اس مقصد کو جا کر بچاؤ؟ اس مقصد کو حل کرو؟ جب تک وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا، آپ کی فریاد جاری ہے، اگر بی بی کسی مومن گھرانے کا ایک بچہ بھی راہِ تکاثر پہ دیکھے تو آپؑ کا اُس گھرانے کے خلاف احتجاج جاری ہے۔ ہمارا کام اسوہ فاطمی بننا، اسوہ زہراء بننا، نظامِ کوثر ومکتبِ کوثر کا مجسم نمونہ بننا ہے اور میدانِ عمل میں اترنا ہے، میدانِ عمل میں کردار کی زبان سے، حکمت کی زبان سے، موعظۂ حسنہ کی زبان سے اس دنیا کو اسوۂ کوثر اور راہِ کوثر سے آشنا کرنا ہے، اس گمراہی کو سرزمینِ پاکستان سے ختم کرنا ہے، اہلِ تکاثر سے یہ مملکت لینا ہے، اہلِ تکاثر سے یہ ملت لینی ہے، اہلِ تکاثر سے یہ نسل لینا ہے، اہلِ تکاثر سے یہ نظام لینا ہے اور کوثر کے قدموں میں آکر رکھنا ہے، یہ اس عصر کے اندر ہمارا فریضہ ہے۔ اپنے لئے کوئی آسان وسادہ سا راستہ انتخاب نہیں کرنا ہے۔

خواتین اور گوشہ نشینی:

خواتین کو جہالت و نادانی اور نافہمی کی وجہ سے، کونے و گوشے میں اور حاشیے میں دھکیل دیا گیا ہے اور خواتین نے بھی یہی سمجھا کہ یہ عافیت کا نقطہ ہے، چونکہ عموماً جہاں کوئی ہنگامہ و بلوا ہو تو کوشش کرتے ہیں کہ خواتین کو کسی امن کی

جگہ، کسی کونے میں جا کر محفوظ جگہ پر بٹھا دیں، خواتین بھی سمجھتی ہیں کہ ہم یہاں بہتر ہیں، لیکن حضرت زہراسلام اللہ علیہا گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں، دروازے پر دستک ہوئی جبکہ مرد موجود تھے۔ عموماً جب دروازوں پہ دستک ہوتی ہے تو مرد باہر آتے ہیں، کنج نشین زہراسلام اللہ علیہا نے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا بلکہ باہر آ گئیں، اسی طرح مسجد النبی میں گئیں، یہ خطبہ علی علیہ السلام بھی دے سکتے تھے لیکن جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ خطبہ دیا، یہ بتانے کیلئے کہ جب دین محفوظ ہو، نظامِ خدا قائم ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت ہو، الٰہی نظام برپا ہو تو وہاں عورت کا مقام چار دیواری ہے، کیونکہ میدانِ عمل استوار ہے اور خواتین کے اپنے فرائض ہیں جو وہ انجام دیں لیکن جب زہراسلام اللہ علیہا دیکھتی ہیں کہ میراثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لٹ رہی ہے، کوثر کا نظام لٹ رہا ہے اور سب دور ہو رہے ہیں، یہاں پر کوثر کی جگہ گھر کا گوشہ نہیں، گھر کا زاویہ نہیں، گھر میں رہنا نہیں بلکہ یہاں زہراء سلام اللہ علیہا کا میدان، مسجد و امت ہے، خطبہ اور خطاب ہے، ردِعمل اور عمل ہے اور پیغام و بیداری ہے، یہاں للکارنا ہے، یہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا پیغام ہے، یہ کوثر ہے۔

کوثر کا غلبہ نظامِ تکاثر پر

خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ اے نبی! ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا کیا ہے جبکہ سورہ تکاثر میں ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

اکثریت تکاثر میں ڈوبے ہوئی ہے لیکن یہ توازن برپا ہوجائے گا کہ ایک کوثر تمام لشکرِ تکاثر کے مقابلے میں کافی ہے، ایک کوثر حاوی ہے، ایک کوثر کا پوری امتِ تکاثر کے اوپر غلبہ ہے اور یہ قانون ہمیشہ سے ہے لیکن ایک کوثر تو ہو، کوثر کی کوئی راہ ہو تو ہو، کوثر کے پیچھے چلنے والا تو کوئی ہو، ورنہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک کوثر میں نے پیدا کی، ایک سے زیادہ نہیں! ایک کوثر ہی پورے نظامِ تکاثر کے اوپر غلبہ پالیتی ہے۔

لبیک یا زہراء سلام اللہ علیہا کا مفہوم

لبیک کا مطلب یہ ہے کہ آج ہم اسوۂ کوثر بننے کیلئے تیار و آمادہ ہیں، آج کے نظامِ تکاثر سے مقابلے کیلئے ہم میدان میں حاضر ہیں، آج کے اس نظامِ تکاثر و طبقۂ تکاثر کے خلاف اٹھنے کیلئے تیار ہیں، یہ نعرہ صرف رسمی نعرہ نہیں ہے، یہ مجلسی نعرہ نہیں ہے، خطیب کیلئے نہیں ہے، فقط داد کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ عہد کا نعرہ ہے نہ داد کا نعرہ! فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اکیلی فریاد چودہ سو سال سے دھیمی نہیں ہوئی، آج فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی آواز ہر کان کے اندر پڑی ہوئی ہے۔ آج ہم سب کی فریاد اتنی تو ہو کہ کم از کم یہاں موجود پاکستان کے اندر نظامِ تکاثر کے کانوں تک پہنچ جائے کہ میدانِ کوثر آج بھی خالی نہیں ہے! آج بھی میدانِ کوثر تنہا نہیں ہے!

فاطمہ زہراؑ کی سادگی

خداوند تعالیٰ نے جنابِ سیدہؑ کو جو کچھ عطا کیا وہ سب بی بی نے راہِ خدا میں پیش کیا، ہر چیز خدا کی راہ میں دے دی حتیٰ خواتین کے اندر ایک خصلت و خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ جلد ناراض ہو جاتی ہیں اور یہ خصوصیت جنابِ سیدہؑ میں بھی تھی، سیدہؑ بھی رنجیدہ ہوتی تھیں، سیدہؑ بھی ناراض ہوتی تھیں، یہ ایک فطری چیز ہے، غلط نہیں ہے، یہ مردوں میں بھی ہے، عورتوں میں بھی ہے، فوراً رنجیدہ ہو جانا، لیکن ہم یہ دیکھیں کہ تکاثر کی راہ پر چلتی ہوئی خواتین کس سے رنجیدہ ہوتی ہیں، جوتا نہیں ہے! دوپٹہ نہیں ہے! کلپ نہیں ہے، انگوٹھی نہیں ہے، پیزا نہیں ہے، برگر نہیں ہے، ٹکٹ نہیں ہے، بیلنس نہیں ہے، موبائل نہیں ہے، کمپیوٹر نہیں ہے، یہ وہ چیزیں ہیں جو دنیائے تکاثر کی رنجیدگی کا باعث بنتی ہیں لیکن فاطمہ زہراءؑ لباس کی کمی پر رنجیدہ نہیں ہوتیں، انگوٹھی کے نہ ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتیں، جوتے کے پھٹنے پر، دوپٹہ نہ ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتیں بلکہ یہ وہ بی بی ہے کہ جس کو شادی کا جوڑا دیا جاتا ہے، ایک اچھا جوڑا، معمول کے لباس سے تھوڑا بہتر اور ازدواج کی شب ہی یہ جوڑا اٹھا کر فقیر کو صدقے میں دے دیتی ہے اور پھر یہ بی بیؑ معمولی لباس پہن لیتی ہے، اس کا مطالبہ یہ نہیں کہ میرے گھر میں صوفہ ہو! میرے گھر میں پلنگ ہو! میرے گھر میں یہ ہو، وہ ہو، گھر اتنے بیڈ روم کا ہو، گھر میں یہ یہ سہولتیں موجود ہوں جبکہ اس بی بیؑ کا پورا گھر کیسا تھا؟ ابھی بھی بعض جگہوں کے آپ نام رکھتے ہیں جیسے

قصرِ زہراء، قصرِ فاطمہ، فاطمہ کا محل، کبھی بھی مرمر کے گھر کے اوپر قصرِ زہراءسلام اللہ علیہا مت لکھو! کبھی بھی ٹائلوں کے گھر کے اوپر قصرِ زہراءسلام اللہ علیہا نہ لکھو! چونکہ قصرِ زہراء سلام اللہ علیہا مٹی کا ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، چھوٹا سا ایک جھونپڑا قصرِ زہراءسلام اللہ علیہا جو مٹی اور کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ہو، نہ کہ مرمر کی سلوں کا بنا ہوا ہو، زہراءسلام اللہ علیہا نے مرمر کی سلوں سے اپنا گھر نہیں بنایا!

حجرۂ فاطمہ زہراءسلام اللہ علیہا

قصرِ حضرتِ زہراءسلام اللہ علیہا، وہ حجرہ ہے جس میں عام آدمی کی لئے شاید شب بسر کرنا بھی مشکل ہو جائے، آج کی خاتون جو تکاثر کے ماحول کی پلی ہوئی ہے، دنیائے تکاثر کی پروردہ خاتون کا غم کیا ہے؟ کہ میرے گھر میں یہ سامان ہو، وہ سامان ہو! پلنگ ہو، میٹرس ہو، آپ کو پتہ ہے کہ حضرت زہراءسلام اللہ علیہا کے سونے کا میٹرس کیا تھا؟ بھیڑ کی خشک کھال۔ بھیڑ کی کھال کے ایک طرف اُون ہوتی ہے اور ایک طرف چمڑا، ابھی بھی شاید بعض علاقوں میں لوگ استعمال کرتے ہوں گے۔ کچھ عرصہ پہلے تک معمول تھا، حلال جانور کی کھال کی جانماز بناتے تھے، خصوصاً بھیڑوں کی، سردیوں میں بعض جگہ اسکا لباس بناتے ہیں، جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے سونے کے تخت پر پڑی ہوئی میٹرس وہ یہ بھیڑ کی کھال تھی اور تاریخوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہ کھال کئی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی تھی، رات کو سونے کیلئے استعمال ہوتی تھی اور دن کو اس کے اوپر دوسرے کام ہوتے تھے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاس ایک اونٹنی تھی اور امیر المومنین علیہ السلام اُس اونٹنی کو چارا ڈالتے تھے، اس کھال کو الٹا کر کے اسی کے اوپر چارا ڈالتے تھے، کیوں؟ چونکہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تکاثر کے نظام کی پروردہ نہیں ہے، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کوثر ہے، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا دسترخوان تکاثر کا نہیں ہے، بلکہ کوثر ہے جبکہ وہ خاتون جو تکاثر کے گھرانے کی پلی ہوئی ہے، جس کا پورا ھم وغم کثرت سے مالِ دنیا جمع کرنا اور اس پر اترانا ہے!

فاطمہِ زہرا سلام اللہ علیہا کی ناراضگی

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے ان چیزوں پر کبھی فخر نہیں کیا جبکہ اپنا شادی کا جوڑا فقیر کو دے دیا۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے کبھی بھی امیر المومنین علیہ السلام سے مطالبہ نہیں کیا، آخری وقت جب جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا اس دنیا سے جارہی تھیں تو ایک جملہ ایسا بیان فرمایا جس سے امیر المومنین علیہ السلام کے آنسو نکل آئے، جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ اے علی علیہ السلام! میں نے آپ کے ساتھ زندگی بسر کی، کوشش کی کہ آپ کو ناراض نہ کروں! اے علی علیہ السلام! کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے کسی عمل کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہوں؟ کہیں یوں تو نہیں کہ میں اپنے ولی کو ناراض کر کے دنیا سے جارہی ہوں؟ علی علیہ السلام اگر ہے تو مجھے بتادو، اس وقت امیر المومنین علیہ السلام رو پڑے، آپ نے گریہ کیا چونکہ جس ماحول میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے زندگی بسر کی، کائنات کی سب سے باعظمت خاتون نے نظامِ الٰہی کے اندر سب سے

بڑی مخدرہ نے جس ماحول کے اندر زندگی بسر کی، علی علیہ السلام نے فرمایا کہ زہرا سلام اللہ علیہا! میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کیلئے جو سہولت چاہئے تھی فراہم نہیں ہوسکی، کہیں آپ اس دنیا سے ناراض تو نہیں جارہی ہیں، فرمایا کہ اے علی علیہ السلام! آپ سے ناراض نہیں ہوں۔ نہ علی علیہ السلام، زہراء سلام اللہ علیہا سے ناراض اور نہ زہراء سلام اللہ علیہا، علی علیہ السلام سے ناراض لیکن تکاثر کے نمائندوں سے علی علیہ السلام بھی ناراض اور زہراء سلام اللہ علیہا بھی ناراض!

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی وصیّت:

جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کی زندگی میں اور بعد از شہادت کیا خواہشات تھیں؟ کیا وصیتیں تھیں؟ یہ کہ مجھے رات کو دفنانا، رات کو غسل دینا، میرے تشییع جنازہ میں کوئی شامل نہ ہو! میری قبر کا نشان مٹا دینا، کیوں؟ اس لئے کہ میں کوثر ہوں اور پسند نہیں کرتی کہ امتِ تکاثر میری قبر پر آئے اور میرے مزار پر آکر ریاکاری کرے، کوثر کے مزار پر تکاثر والے نہ آئیں! کوثر کا مزار بہتر ہے کہ مخفی و پوشیدہ ہی رہے، اہلِ تکاثر کی نگاہوں سے پنہاں ہی رہے اور یہ آج تک راز و معمّہ ہے کہ مخدّرات دین حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے اپنا مزار بھی چھپایا، آج جو قبر، قبرِ فاطمہ کے نام سے مشہور ہے وہ فاطمہ بنتِ اسد کی قبر ہے، وہ امیر المومنین علیہ السلام کی والدہ مکرمہ کی قبر ہے، وہ جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر نہیں ہے، جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی قبر کسی کو معلوم نہیں! سوائے امام زمانہ (عج) کے اولادِ

فاطمہ سلام اللہ علیہا کے، کوثر کی قبر نسلِ کوثر کو پتہ ہے۔

آلِ سعود کے مظالم:

جناب سید سلام اللہ علیہا نے زندگی بھر تکاثر کا مطالبہ نہیں کیا، چونکہ کوثر اور تکاثر ایک راہ پر اکٹھے نہیں ہو سکتے، یہ زمانہ جو جا رہا ہے یہ بہت اہم ہے، آپ اپنی ملت، اپنی قوم، اپنی مملکت کے حالات دیکھ رہے ہیں، طبقۂ تکاثر نے اپنے مفادات کے لئے کہاں پہنچا دیے ہیں۔ آج مظلوموں پر، عورتوں اور بچوں پر سعودی عرب و آلِ سعود بم گراتے ہیں اور پاکستان میں، پارلیمنٹ میں بیٹھ کر سیاستدان بحث مباحثے اور مناظرے میں مصروف ہیں کہ ہم بھی آلِ سعود کی مدد کیلئے فوج بھیجیں! کیوں فوج بھیجیں؟ ایک بے شرمی کی بات یہ کرتے ہیں کہ حرمین کا دفاع کرنا ہے! جبکہ آلِ سعود نے یمن اور شام پر حملہ کیا ہے اور پاکستانی حرم کے دفاع کیلئے جا رہے ہیں، حرم تو سعودی عرب کے اندر ہے، مکہ میں مدینہ میں ہے۔

حملہ آلِ سعود نے یمن پر کیا ہے اور پاکستانی احمق یہاں پر بیٹھ کر کہہ رہا ہے کہ حرم کا دفاع کرنا ہے! چونکہ حرم خطرے میں ہے، حرم خطرے میں نہیں ہے بلکہ تیرا شکم خطرے میں ہے، تیری کھوپڑی خطرے میں ہے، یہ تکاثر کی دنیا ہے کہ سعودی عرب کے پاس تیل کا پیسہ ہے، وہ ہر چیز خریدتا ہے اور پاکستان سے خریدتا ہے، پاکستان سعودی عرب کی منڈی ہے، کاریگر یہاں سے خریدتا ہے،

بچے یہاں سے خریدتا ہے، چھوٹے بچے جو اغواء ہو جاتے ہیں یا بعض اوقات ماں باپ خود بیچ دیتے ہیں، پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں سے، یہ بچے عرب ملکوں کے اندر اونٹ کی دوڑ میں استعمال ہوتے ہیں، اونٹ کی پشت پر بچے کو باندھتے ہیں، چھوٹے دو ڈھائی سال کے بچے کو پھر مست اونٹ کو دوڑاتے ہیں، یہ بچہ ڈر سے چیختا ہے، اس کی چیخ سے بوکھلاہٹ میں اونٹ اور زیادہ دوڑتا ہے اور اس طرح سے یہ مقابلہ جیت لیتے ہیں اور اکثر بچے اونٹ کی پشت پر ہی چیخ چیخ کر مر جاتے ہیں جبکہ یہ بچے پاکستان سے خریدے جاتے ہیں۔

آج پاکستانی ملت وہ بنا دی گئی ہے کہ سعودی عرب اور عرب دنیا کے عیاش یہاں پر آئیں، بچے خریدیں، کاریگر خریدیں، گھروں کے کاموں کیلئے اور عیاشی کیلئے یہاں سے (نعوذ باللہ) عورتیں خریدیں، مائیں بیٹیاں یہاں سے خریدیں اور آج آئے ہیں پاکستان کی فوج خریدنے کیلئے اور سب بیٹھ کر بحث کر رہے ہیں، یہ پارلیمنٹ کے اندر بیٹھ کر بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ سب کے سب قیمت لگا رہے ہیں، قیمت یہ لگا رہے ہیں کہ ہم آپ کے تعاون کیلئے فوج بھیج سکتے ہیں، اسلحہ بھیج سکتے ہیں، سب کچھ بھیجیں گے اگر آپ ہمیں پیسے دو!

لشکرِ تکاثر کے مقابل نسلِ کوثر

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ، حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِر

تمہیں تکاثر نے اتنا ذلیل، پست اور رسوا کر دیا ہے کہ تم نے ان عربوں کے ہاتھوں ناموس بھی بیچ دی، ان عربوں کے ہاتھوں ملت بھی بھیج دی، ان عربوں کے ہاتھوں فوج بھی بیچ رہے ہو، مملکت و سیاست بیچ رہے ہو، تکاثر کی دنیا انسان کو اتنا پست کر دیتی ہے لیکن یوں نہ سمجھیں کہ مظلومین تنہا ہیں، وہ تنہا نہیں ہیں، کیوں تنہا نہیں ہیں؟ اس لئے کہ اہلِ تکاثر کے پاس اگر پیسے ہیں اور وہ فوجیں خرید سکتے ہیں، وہ سیاسی جماعتیں خرید سکتے ہیں، وہ اس ملک کے حکمران خرید سکتے ہیں، وہ اس ملک کے سیاستدان خرید سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے مقابلے میں ایک سلسلۂ کوثر بھی بنایا ہے، خداوند تعالیٰ نے ایک لشکرِ کوثر بھی بنایا ہے، صرف تکاثر کا لشکر نہیں، کوثر کا لشکر بھی موجود ہے، اگر اہلِ تکاثر پیسے سے دنیا کو ہڑپ کر چکے ہوتے تو آج اولادِ فاطمہ کا کہیں نام نہ ہوتا، کربلا کے اندر لشکرِ تکاثر آیا، عبیداللہ ابن زیاد نے کوفی خریدے، کوفی خرید کر اولادِ فاطمہ کے قتل کیلئے بھیجے اور اُن کے جواب میں نسلِ کوثر آ گئی، اُس نسلِ کوثر میں جہاں فرزندِ فاطمہ ہیں وہاں دخترِ فاطمہ بھی موجود ہے، فرزندِ فاطمہ شہید ہو گئے لیکن دخترِ فاطمہ نے نسلِ کوثر کو بچایا۔

نسلِ کوثر رسیوں میں بندھ سکتی ہے، بموں تلے زخمی ہو سکتی ہے، تلواروں سے کٹ سکتی ہے لیکن کبھی بھی ذلت قبول نہیں کرتی، تسلیم نہیں ہوتی، اگرچہ تھوڑے ہی کیوں نہ رہ جائیں، اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو جائیں، میدان کو ہرگز ترک نہیں کرتے اور یہ نسلِ کوثر کی برکت ہے کہ آج پوری دنیا کے اندر فقط

اولادِ فاطمہ کا تذکرہ ہے، فقط ذُرّیتِ زہراء سلام اللہ علیہا کا تذکرہ ہے۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کو خیر کا منبع عطا کروں گا اور جب تک زہراء سلام اللہ علیہا ہے اور نامِ زہراء سلام اللہ علیہا ہے اور جب تک زہراء سلام اللہ علیہا سے متمسک لوگ ہیں اور جب تک شخصیتِ زہراء سلام اللہ علیہا کے پیروکار لوگ موجود ہیں یہ لشکرِ تکاثر دینِ خدا مٹا نہیں سکتا!

محافظِ راہِ کوثر!

ہمارے سامنے دو راستے ہیں، ایک کوثر کا راستہ ہے اور ایک تکاثر کا راستہ ہے، ایسا نہ ہو کہ ہمارے لبوں پر کوثر کا نام ہو اور ہمارا عمل تکاثر والا ہو، اس کا نام قرآن مجید نے منافقت رکھا ہے، یہ منافقت ہے کہ لب پہ نامِ زہراء سلام اللہ علیہا ہو اور راستہ تکاثر کا ہو، اب آپ کو اپنی بصیرت سے کوثر اور تکاثر کے خطوں اور راستوں کو جدا کرنا ہے، ہر میدان میں، تعلیم کے میدان میں، سیاست کے میدان میں، تجارت کے میدان میں، گھریلو میدان میں، تربیت کے میدان میں، عائلی زندگی کے میدان میں، کوثر کے راستے کو تکاثر سے ملنے نہیں دینا، کوثر کے راستے کا امین و محافظ بننا ہے، کوثر کے راستے کا پاسبان بننا ہے۔

تکاثر کی ہوس کا نتیجہ!

کوفی وہ منافق طبقہ تھا جن کے لبوں پر تو نامِ کوثر تھا لیکن وہ لشکرِ تکاثر کا حصہ تھے اور اگر انسان کو تکاثر کی بیماری لگ جائے، تکاثر کے فریب میں آ کر، کوثر کو بھی ذبح کر دیتا ہے، کربلا میں ایسے لوگ تھے جنھیں تکاثر کی بیماری لگی ہوئی تھی اور تکاثر کی بیماری نے انھیں قاتلِ فرزندِ زہراء سلام اللہ علیہا بنایا، قاتلِ اولادِ زہراء سلام اللہ علیہا بنایا۔ تاریخ کا یہ شعبہ نہیں معلوم پاکستان میں کیوں بیان نہیں کیا جاتا کہ وہ قاتلینِ کربلا کیوں آئے؟ کون لوگ تھے؟ کیا شام سے آئے؟ نہیں! بلکہ کوفہ سے آئے تھے جبکہ کوفہ یزیدی شہر نہیں تھا، کوفہ اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والوں کا شہر تھا، اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والے شہر سے اتنا لشکر کیوں اٹھ کر آیا اور ان میں ایک بڑی تعداد وہ تھے جنھوں نے سید الشہدا علیہ السلام کو خط لکھے، نسلِ کوثر و فرزندِ کوثر کو خط لکھا کہ آپ آئیں، ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں جبکہ بیعت کے بجائے تلوار لے کر قتل کرنے کیلئے آئے، یہ کیسے ہوا؟ تکاثر نے اپنا کام کیا! کوثر کا نام لبوں پر تھا لیکن تکاثر کی ہوس دل میں تھی اور جب تکاثر کی لالچ دی جائے اور عبید اللہ آ کر پیشکش کرے تو انسان جلدی بدل جاتا ہے۔

تکاثر کی راہ پر عزاداری کے آنسو:

ہمیں اقدارِ فاطمیہ کو مجسم کر کے پیش کرنا ہے، ہمیں راہِ کوثر کا رول ماڈل بننا

ہے، ہمیں اسوہ بننا ہے، اقدار سے مزّین ہوکر، عمل کے میدان میں اتر کر امت کو بتانا ہے کہ تکاثر کے زمانے میں کوثر کا راستہ بھی طے کیا جاسکتا ہے، اس ملک ومملکت کی نجات اسی کے اندر ہے۔ جو توہّمات ہمارے ذہنوں میں ہیں کہ ہم راہ تو تکاثر کی طے کریں جبکہ لبوں پر کوثر کا نام ہو اور اس سے ہم آخرت میں نجات پا جائیں گے، یہ ہرگز ممکن نہیں ہے! کچھ لوگ جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کے جنازے میں آکر سوگواری وعزاداری کرنا چاہتے تھے، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پر رونا چاہتے تھے، جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا نے انھیں رونے نہیں دیا، جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے انھیں اپنے اوپر عزاداری نہیں کرنے دی، اپنے تشییع میں شرکت کرنے نہیں دی، کیوں؟ اس لئے کہ یہ راہِ تکاثر والے تھے، یہ تکاثر کی خاطر دین کو پشت کرنے والے تھے لہٰذا کوثر نے ان کو قبول نہیں کیا، ہم یہ گمان نہ کریں کہ تکاثر کی راہوں پر چل کر اور عزاداری کر کے آنسو بہا کر، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو خوش کرلیں گے، راہِ کوثر سخت ودشوار راستہ ہے اور فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی دختر گرامی، ثانیٔ زہراء سلام اللہ علیہا نے کوفہ میں یہی کام کیا، کچھ لوگ جو کوفہ میں رو رہے تھے، جناب زینب سلام اللہ علیہا کو اُن کا رونا بہت ناگوار گزرا اور فرمایا کہ کیا تم میرے بھائی کو رو رہے ہو؟

اتبکون لاخی ؟

میرے بھائی کو رو رہے ہو؟ تم اس رونے سے مجھے فریب نہیں دے سکتے، کیوں کہ تم دنیائے تکاثر کے بندے ہو اور میں نسلِ کوثر ہوں، اگر تمہیں رونا

ہے تو تمہیں کاروانِ کوثر میں بیٹھ کر رونا ہوگا نہ کہ کاروان تکاثر میں!

آج اس اسوۂ فاطمی کے احیاء کا علَم ہمیں اٹھانا ہے، اسوۂ زہراء سلام اللہ علیہا کا علَم ہمیں اٹھانا ہے، مکتب کوثر کا نمائندہ و ترجمان ہمیں بننا ہے، اور اس دنیائے تکاثر کے مقابلے میں قیام کرنا و کھڑے ہونا ہے جس طرح سے زہراء سلام اللہ علیہا اُن کی پوری دنیا کے مقابلے میں کھڑی ہوگئیں۔

بی بی سلام اللہ علیہا کا انصار کی خواتین کو خطبہ:

بی بی سلام اللہ علیہا نے ایک خطبہ مسجد میں بیان کیا، ایک خطبہ انصار کی خواتین کے سامنے بیان کیا، مدینہ کے اندر دو طرح کے لوگ تھے، مہاجر اور انصار، انصار اور مہاجر مردوں کو نہیں آنے دیا، اُن سے بی بی سلام اللہ علیہا آخر تک نالاں و ناراض رہیں، مہاجر مردوں سے ناراض رہیں، انصار کے مردوں سے بھی ناراض تھیں لیکن انصار کی خواتین نے بی بی سلام اللہ علیہا کی عیادت کیلئے اصرار کیا اور بی بی سلام اللہ علیہا نے انھیں قبول کیا، ایک دن وہ حجرہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا میں آئیں اور جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے اُن کے سامنے خطبہ بیان کیا اور اس خطبے میں اُن خواتین کے مردوں کی بہت ملامت و سرزنش کی اور انھیں بتایا کہ تمہارے مردوں نے کتنی بڑی خیانت کی ہے، روایت میں ہے کہ انصار کی خواتین یہ خطبہ سن کر چیختی چلاتی ہوئی بی بی سلام اللہ علیہا کے حجرے سے باہر گئی اور جا کر اپنے مردوں پر لعنت کی، نفرین کی اور اُن سے یہ کہا کہ تم سے دخترِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہیں، اب اگر تم گھروں میں

آؤ گے تو ہم گھروں میں نہیں رہیں گے، اس طرح سے ان بیبیوں نے احتجاج کیا۔

جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا نے مردوں سے کوئی بات نہیں کی، کسی سے نہیں مل رہی تھیں لیکن انصار کی خواتین سے ملیں اور انھیں پیغام دیا کہ تمہارے مرد خائن ہیں، کم از کم تم وفا کرو، اُن خواتین نے جو کچھ اُن سے ہوسکتا تھا کیا، خائن مردوں سے اظہارِ لاتعلقی کیا اور جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کے ساتھ عہد کیا لیکن مردوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ آپ یوں سمجھیں کہ اگر آج جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا آ کر خطاب کریں گی تو کس سے خطاب کریں گی؟ اُن تکاثر کے اماموں سے خطاب نہیں کریں گی، تکاثر کے میدان کے قہرمانوں سے خطاب نہیں کریں گی، تکاثر کے میدان میں جو چیمپئن بنے ہوئے ہیں اُن سے خطاب نہیں کریں گی، اگر خطاب کیا بھی تو کچھ خواتین انصارِ دین سے خطاب کریں گی چونکہ اُن سے امید رکھتی ہیں، ان سے بی بی توقع رکھتی ہیں۔

آرزوئے زہرا سلام اللہ علیہا

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ہم سے امید ہے کہ راہِ کوثر کی ترویج کریں، راہِ کوثر کے پھیلانے کیلئے ہمارے ہی ہاتھوں سے پاکستان کے اندر راہِ کوثر و راہِ بیداری گلی گلی، کوچہ کوچہ (انشاء اللہ) زندہ ہوگی اور یہ پیغامِ زہراء سلام اللہ علیہا گلی گلی پہنچے گا اور اس ملک میں علی علیہ السلام کی تنہائی ختم ہو جائے گی اور صرف لبوں پر علی علیہ السلام و زہراء

سلام اللہ علیہا نہیں ہوگا بلکہ عمل میں بھی علی علیہ السلام و زہراء سلام اللہ علیہا کا مکتب زندہ ہوگا، تکاثر سے منہ موڑ کر کوثر کی طرف رخ کر کے، اس مملکت کو بھی ایک دن اس نکتے تک پہنچانا ہے تا کہ ہم فخر کر کے کہہ سکیں کہ آج بھی نسلِ کوثر موجود ہے، انشاء اللہ۔

بسمہ تعالیٰ

معروضی سوالات

کوثر سے تکاثر تک

سوال نمبر ۱۔ کوثر کسے کہتے ہیں؟

(الف) چشمے کو (ب) منبع خیر کو

(ج) جنّت کی ایک نہر کو (د) تمام درست ہیں

سوال نمبر ۲۔ خیر یعنی ۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) ہر اچھی چیز (ب) بھلائی

(ج) انسانی خلقت کی ضرورت (د) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۳۔ وبال یعنی ۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) اضافی شئے (ب) جن کے نہ ہونے کی کمی محسوس ہو

(د) جو نہ کوئی نقصان دے نہ فائدہ دے (ج) الف اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۴۔ شرّ کی کیا تعریف ہے؟

(الف) جو حیاء کو کم کرے (ب) جو کسی چیز کی کمی کا باعث بنے

(ج) جو عقل کو کم کر دے (د) جو عبادت کو کم کر دے

سوال نمبر ۵۔ آج تمام امّت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی بیماری میں مبتلا ہے۔

(الف) تکاثر (ب) کوثر

(ج) سرطان (د) الف اور ج درست ہیں

سوال نمبر ٦۔ لھو کا معنی ۔۔۔۔۔ ہے۔

(الف) کھیل کود (ب) وہ کام جو مقصد سے دور کر دے

(ج) بے مقصد کام (د) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۷۔ تکاثر یعنی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کثرتِ مال (ب) مقابلہ کرنا

(ج) کثرتِ مال کے لیے مقابلہ کرنا (د) الف اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۸۔ امّ الکتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا عنوان ہے۔

(الف) قرآن کا (ب) بی بی فاطمہ زہراؑ کا

(د) دینی کتابوں کے مجموعے کا (د) الف اور ب درست ہیں

سوال نمبر ۹۔ فاسد لباس پہن کر نمائش کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتا ہے۔

(الف) زیبائی (ب) ماڈلنگ

(ج) فیشن (د) تمام درست ہیں

سوال نمبر ۱۰۔ حدیث کا جملہ مکمل کریں 'لوگ اگر اچھے ہیں تو اچھا ہے لیکن۔۔۔۔۔۔'

(الف) اگر تم غلط ہو تو بہت ہی غلط ہے

(ب) اگر تم غلط ہو تو بہت ہی اچھا ہے

(ج) اگر تم اچھے ہو تو بہت ہی اچھا ہے

(د) اگر تم اچھے ہو تو بہت ہی غلط ہے

سوال نمبر ۱۱۔ خواتین کو اگر کوئی اچھی بات سمجھ میں آ جائے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

(الف) تمام گھر والوں کی (ب) اولاد کی

(ج) پورے معاشرے کی (د) شوہر کی

سوال نمبر ۱۱۔ کون سا تعلیمی نظام درست نہیں ہے؟

(الف) جس میں فکرِ معاش مقصدِ زندگی ہو

(ب) جو اسوۂ کوثر بنائے

(ج) جس سے اچھی جاب حاصل ہو جائے

(د) الف اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۱۲۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے زیرِ سایہ سفرِ خیر نہیں ہو سکتا۔

(الف) شر (ب) وبال

(ج) تکاثر (د) الف اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۱۳۔ آیۃ ''**اکثرھم الفاسقون**'' سورۃ۔۔۔۔۔۔ میں ہے۔

(الف) سورۃ اٰلِ عمرٰن (ب) سورۃ مائدہ

(ج) سورۃ انعام (د) سورۃ اعراف

سوال نمبر ۱۴۔ اکثریت کے نظام کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

(الف) آمریت (ب) جمہوریت

(ج) مطلق العنانیت (د) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۱۶۔ کس عباسی بادشاہ نے عوام کا لُٹا ہوا مال واپس کرنے کا اعلان کیا؟

(الف) ہارون رشید (ب) مامون رشید

(ج) معتمد عباسی (د) منصور دوانیقی

سوال نمبر ۱۷۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے عباسی بادشاہ سے کس چیز کا مطالبہ کیا؟

(الف) فدک کا (ب) کھجوروں کے باغ کا

(ج) تمام سلطنتِ اسلامی کا (د) الف اور ج درست ہیں۔

سوال نمبر ۱۸۔ آج کے زمانے میں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

(الف) مجالس برپا کرنا (ب) امام حسینؑ کے غم میں آنسو بہانا

(ج) مقصد شہادتِ حسینؑ حاصل کرنا (د) تمام درست ہیں

سوال نمبر ۱۹۔ لبیک کا مطلب ۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(الف) نظامِ تکاثر کے خلاف آواز بلند کرنا

(ب) نظامِ کوثر کو رائج کرنے کے لئے معاشرہ تیار کرنا

(ج) تکاثر سے کوثر تک کا الٰہی سفر کرنا

(د) تمام درست ہیں

سوال نمبر ۲۰۔ ۔۔۔۔۔۔ خواتین کی خصلتوں میں سے ہے۔

(الف) جلدی غصّہ میں آجانا

(ب) جلدی ناراض ہو جانا

(ج) جلدی رنجیدہ ہو جانا

(د) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر۲۱۔ زبان پر نامِ کوثر ہو اور عمل تکاثر والا ہونا، قرآن کی اصطلاح میں ایسے شخص کو۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

(الف) کوفی (ب) منافق

(ج) مشرک (د) کافر

سوال نمبر۲۲۔ بی بی فاطمہ زہراؑ کا گھر کس چیز سے بنا ہوا تھا؟

(الف) مٹی سے (ب) مرمر کی سِلوں سے

(ج) کھجور کے پتّوں سے (د) الف اور ج درست ہیں

سوال نمبر۲۳۔ راہِ کوثر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ راستہ ہے۔

(الف) ناسمجھ آنے والا (ب) عبور نہ ہونے والا

(ج) سخت و دشوار (د) آسان

سوال نمبر۲۴۔ بی بی فاطمہ زہراؑ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو خطبہ دیا۔

(الف) مہاجر کی خواتین کو

(ب) انصار کی خواتین کو

(ج) گھر کی کنیزوں کو

(د) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر۲۵۔ خطبہءِ فاطمہؑ سن کر خواتین کا کیا ردّعمل تھا؟

(الف) انھوں نے مردوں پر لعنت کی

(ب) خاموشی اختیار کی

(ج) انھوں نے احتجاج کیا

(د) الف اور ج درست ہیں

اوپن بُک انعامی مقابلہ

انعامات:

پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن کے لیئے تمام سوالات کے صحیح جوابات دینے والے افراد میں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ انتخاب کیا جائے گا۔

پہلا انعام: دس ہزار روپے

دوسرا انعام: سات ہزار روپے

تیسرا انعام: پانچ ہزار روپے

قواعد وضوابط:

۱۔تمام سوالات کے جوابات کتاب سے ہی دیئے جائیں۔

۲۔کتاب کا خود مطالعہ کر کے جواب دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

۳۔مقابلہ کے شرکاء کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

۴۔تمام شرکاء انٹرنیٹ کے ذریعہ جوابات ہماری ویب سائیٹ

پر www.pairwan-e-wilayat.com پر جمع کروائیں۔

۵۔انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہ ہونے کی صورت میں آخری صفحہ پر موجود جواب نامہ میں صحیح جواب کے سامنے درست کا نشان لگایئے اور اپنے مکمل کوائف پُر کر کے جواب نامہ ہمارے پتہ پر ارسال کیجئے۔

۶۔جوابات اسطرح ارسال کیئے جائیں کہ وہ یکم رجب ۱۴۳۷ھ تک ہمارے پتہ پر پہنچ جائیں بعد میں موصول ہونے والے جوابات قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیئے جائیں گے۔

۷۔نتائج کا اعلان ۱۳ رجب ۱۴۳۷ھ (یوم ولادت باسعادت مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کو کیا جائے گا۔

۸۔مقابلہ میں کامیاب ہونے والے شرکاء کا نتیجہ ہماری ویب سائیٹ

www.pairwan-e-wilayat.com پر ۱۳ رجب ۱۴۳۷ھ کے بعد دیکھا جاسکتا ہے۔

کتاب ملنے اور جوابات جمع کروانے کا پتہ:

محمد علی بُک ڈپو

زہرا گارڈن، شاپ نمبر 2، بریٹو روڈ، نزد محفل شاہِ خراسان،

بالمقابل فاطمیہ کالج، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی

فون: 021-32242991,0300-2985928

جواب نامہ

Registration Code.....

حلف نامہ

(پُر کرنا لازمی ہے)

میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حلفیہ اقرار کرتا/ کرتی ہوں کہ میں بذات خود اس کتاب کو پڑھ کر جوابات جمع کروا رہا/رہی ہوں اور اس سلسلے میں کسی دوسرے فرد سے مدد حاصل نہیں کی۔

کوثر سے تکاثر تک

اس کتاب اور کوئز مقابلہ سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

نام ..... تاریخ پیدائش .....

ولدیت ..... تعلیمی صلاحیت .....

مکمل پتہ .....

.....

شناختی کارڈ نمبر ..... رابطہ نمبر .....

ای میل .....

ردیف	الف	ب	ج	د	ردیف	الف	ب	ج	د
۱					۱۴				
۲					۱۵				
۳					۱۶				
۴					۱۷				
۵					۱۸				
۶					۱۹				
۷					۲۰				
۸					۲۱				
۹					۲۲				
۱۰					۲۳				
۱۱					۲۴				
۱۲					۲۵				
۱۳									